پندرہ روزہ

قومی زبان

کراچی

١٦ فروری ٦٣ء

انجمن ترقی اردو

مطبوعـــات انجمن ترقی اردو پاکستـــان

روایت کی اہمیت۔

از ڈاکٹر عبادت بریلوی۔ یہ کتاب اردو ادب کی عظیم روایات کی آئینہ دار ہے۔ اس میں روایت کی اہمیت، اردو شاعری میں گل و بلبل کے اشارے، دلی کا دبستان شاعری۔ اردو شاعری میں حب الوطنی کی روایت اور اردو تنقید میں روایت اور تجربے کے ایسے پر مغز اور خیال افروز مقالات شامل ہیں جن سے اردو ادب کے تاریخی مد و جزر کی صحیح تصویر سامنے آجاتی ہے مختصر الفاظ میں یہ تحقیقاتی اور تنقیدی مقالات کا مجموعہ ہے۔ قیمت سات روپے پچاس پیسے۔

سب رس۔

یہ کتاب سلطان عبداللہ قلی قطب شاہ کے دربار کے نامور شاعر اور ادیب مولانا وجہی کی تصنیف ہے سنہ ۱۰۴۵ھ مطابق ۱۶۳۶ء اس کا سال تصنیف ہے۔ اردو نثر کی یہ نایاب اور قدیم کتاب بہت تلاش اور جست و جو کے بعد خاص اہتمام اور صحت سے چھاپی گئی ہے۔ شروع میں بابائے اردو ڈاکٹر مولوی عبدالحق صاحب کا محققانہ مقدمہ بھی شامل ہے۔ قیمت پانچ روپے پچاس پیسے۔

تلخیص الاردو۔

انجمن ترقی اردو کے رسالہ" اردو کے سی سالہ پرچوں سے بہترین مضامین کا بہترین انتخاب ہے جسے انجمن کی پنجاہ سالہ جوبلی کی یادگار میں مرتب کرکے شائع کیا گیا ہے۔ یہ کتاب گیارہ مضامین پر مشتمل ہے اور سب کے سب کارآمد اور عمدہ معلومات سے پر ہیں۔ کتاب کی جان دو مضامین ہیں: (۱) رومی، نطشے اور اقبال از ڈاکٹر عبدالحکیم (۲) نذیر احمد کی کہانی کچھ ان کی اور کچھ میری زبانی از مرزا فرحت اللہ بیگ۔ قیمت پانچ روپے پچاس پیسے۔

ملنے کا پتہ

اردو اکیڈیمی سندھ۔ مولوی مسافر خانہ۔ بندر روڈ کراچی

جلد نمبر ۲۲
شمارہ نمبر ۴

انجمن ترقی اردو پاکستان کا پندرہ روزہ ترجمان

قومی زبان

مدیر اعلیٰ
جمیل الدین عالی

مدیر
مشفق خواجہ

۱۶
سولہ فروری سنہ ۶۳ء

سالانہ چندہ۔ دس روپے

فی شمارہ، پچاس پیسے

انجمن ترقی اردو پاکستان۔ اردو روڈ۔ کراچی ۱

کتب خانہ خاص انجمن

فہرست

اداریہ ۲

اس انجمن گل میں ۵

انجمن اور اس کے ملحقہ اداروں کا خبرنامہ

گرد و پیش ۷

تصویر کا ایک رخ

تصویر کا دوسرا رخ

تہذیبی، علمی، تعلیمی خبریں

اس آئینہ خانے میں

یادوں کے چراغ

ماتم میں ہم شریک

گنج ہائے گراں مایہ ۱۹

مجموعہ حکایات

دیوان عیش دہلوی

چار گلشن غوثیہ

دیوان اوج

دیوان حیرت — مرتبہ افسر صدیقی امروہوی

اردو پنجابی کا مسئلہ — ڈاکٹر سید عبداللہ ۳۳

مغربی پاکستان اردو اکیڈمی — ڈاکٹر سید عبداللہ ۴۱

نئے خزانے — (اکتوبر ۶۲ء کے اردو اخبارات و رسائل میں شائع شدہ مضامین کی وضاحتی فہرست) زاہدہ خاتون۔ ابن حسن قیصر ۴۷

علمی اصطلاحات۔

سلسلہ نمبر ۲ ۷۹

اداریہ

کراچی یونیورسٹی اکیڈیمک کونسل نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ سال سے بی۔ اے اور بی۔ ایس سی تک تعلیم اُردو میں دی جائے اور امتحانات بھی اُردو ہی میں ہوں۔ کونسل نے یہ بھی طے کیا ہے ۶۶-۱۹۶۵ء کی ابتدا سے تمام مضامین اُردو میں پڑھائے جائیں گے۔ اور اس طرح ۶۸-۱۹۶۷ء تک تمام شعبوں کی تعلیم اور امتحانات پوری طرح اُردو زبان میں ہونے لگیں گے۔

یہ فیصلہ آج سے بہت پہلے ہونا چاہیئے تھا تاکہ آئندہ کے سات برس بچ جاتے۔ اُردو زبان تحریک پاکستان کا ایک بہت بڑا جزو رہی ہے یہ فیصلہ درحقیقت قوم کی دیرینہ آرزو کی تکمیل ہے جس کو اب تک مختلف حیلوں اور بہانوں سے ٹالا جا رہا ہے یہ بات باعث مسرت ہے کہ کتنی ہی مدت ضائع ہو جانے کے بعد سہی۔ لیکن ہمارے پڑھے لکھے طبقے کو اپنی اس غلطی کا شدت سے احساس ہونے لگا ہے۔ اور اب تو ماہرین تعلیم نے متفقہ طور پر یہ کہنا شروع کیا ہے کہ تعلیم جب تک قومی زبان میں نہیں ہوتی۔ علم بچوں کے ذہن نشین نہیں ہو سکتا اور نہ وہ روح پرورش پاتی ہے جو کسی زندہ قوم کے نوجوانوں میں ہونی چاہیئے۔

کراچی یونیورسٹی کا یہ فیصلہ اصولاً نہایت دانش مندانہ ہے اور دوسری یونیورسٹیوں کے لئے ایک قابلِ تقلید مثال ہے۔ اردو زبان اب اتنی کم مایہ نہیں رہی ہے کہ اس میں مختلف علوم اور سائنس کی تعلیم نہ دی جا سکے۔ اس میں لیت و لعل اس قومی فریضے اور اہم فیصلے کے منافی ہوگا۔

اسی خطرے کے پیش نظر جناب جمیل الدین عالی معتمد انجمن ترقی اُردو نے کراچی یونیورسٹی کے اس فیصلے پر تشویش کا اظہار کیا ہے کہ اُردو کی تعلیم کی ابتدا ۶۴-۱۹۶۳ء سے شروع کر کے ۶۸-۱۹۶۷ء تک تکمیل کو پہنچے گی۔ عالی صاحب نے اس مدت کو غیر ضروری بتایا ہے اور کہا ہے کہ اُردو کو ذریعۂ تعلیم کے لئے فوری طور پر نافذ کیا جا سکتا ہے اور یہ مطالبہ کیا ہے کہ غیر ضروری مدت کو ختم کر کے اردو کا نفاذ اسی سال سے ہونا چاہیئے۔

آج سب محبان وطن کا خیال ہے کہ اُردو میں اتنی صلاحیت، اتنی قوت، اتنی استعداد اور لچک موجود ہے کہ اسے یونیورسٹیوں میں بآسانی ذریعۂ تعلیم بنایا جا سکتا ہے اور اس میں تمام دفتری امور طے ہو سکتے ہیں۔ عدالتی کارروائی قلم بند کی جا سکتی ہے اور اس کو کاروباری معاملات میں بخوبی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ بڑی حد تک یہ کام ہو رہا ہے ایک محدود سا حلقہ البتہ انگریزی کا دریوزہ گر ہے جو اُردو

سے گریز میں اپنی شان سمجھتا ہے یا انگریزی کو اپنی کم علمی اور کمزوری کو چھپانے کے لئے احساس برتری کے جھوٹے احساس کے ساتھ استعمال کرتا ہے۔

ہمارا یہ مطالبہ حقیقت اور ٹھوس بنیادوں پر قائم ہے کہ اُردو کو ہر شعبے میں ذریعہ اظہار بنایا جائے اور انگریزی کی محتاجی سے بلاتاخیر نجات حاصل کر لی جائے۔ ہمیں امید ہے کہ اُردو کو ذریعہ تعلیم بنانے کا فیصلے کرنے والے صرف ستائش اور مدح ہی کو کافی نہ سمجھیں گے بلکہ اس کی پروا کئے بغیر درسی اور امدادی کتابیں تیار کرنے کی مہم جاری رکھیں گے۔ انجمن ترقی اُردو اس سلسلے میں مکمل تعاون پیش کرتی ہے۔

ایک خبر مظہر ہے کہ مشرقی پاکستان کی صوبائی اسمبلی کے پچھلے سیشن میں رجسٹر حاضری میں دستخط کرنے والے ممبروں میں سے کسی ایک ممبر نے بھی اپنی قومی زبان بنگالی میں دستخط نہیں کئے ہیں۔ یہ خبر جس قدر افسوسناک ہے اسی قدر اس ذہنیت کی غمازی بھی کرتی ہے۔ جو قومی زبانوں کو نظر انداز کر کے انگریزی کے اقتدار کو زیادہ عرصہ تک برقرار رکھنے کا سبب بن رہی ہے۔ قومی زبانوں کی طرف سے یہ بے اعتنائی اور بیگانگی قومی ترقی کے مثبت ذرائع کو بروئے کار لانے میں رکاوٹ بن رہی ہے۔ قومی زبانوں کو ایسے ہی خواہوں کی ضرورت ہے جو اس کے خادم کہلا کر فخر محسوس کریں اور اسے صرف نعرے کے طور پر استعمال کرنے سے گریز کریں، اس کی ترقی کے لئے ہر ممکن کوشش کریں۔ اس کے لئے نئی نئی مشکلات پیدا کرنے کا سبب نہ بنیں۔ اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ اپنے نفع نقصان کا معیار نہ بنائیں بلکہ ملک اور قوم کی بہتری اور فائدے کو مدنظر رکھیں۔ اگر ایسا نہ ہوا اور قوم کی تمناؤں اور آرزوں کے نمائندے اسی طرح عوام کے احساسات اور جذبات کو نظر انداز کر کے قومی زبانوں سے تغافل برتتے رہے تو پاکستان کے عوام کسی صورت میں بھی اس ذہنی اور روحانی غلامی سے پیچھا نہیں چھڑا سکیں گے۔ جس کو ۱۹۴۷ء میں ہم نے برصغیر سے ہمیشہ کے لئے رخصت کر دیا تھا۔ پہلے انگریز کے غلام تھے مگر اب انگریزی زبان کی غلامی کر رہے ہیں جس نے پندرہ سال گزر جانے کے بعد بھی ہم کو صحیح آزادی کی نعمت سے محروم کر رکھا ہے

کیا ہماری قومی اسمبلیوں میں ہماری قوم کے صحیح اور سچے نمائندے اس اہم مسئلے پر دل کی گہرائیوں سے غور کریں گے اور غلامی کی مدت کو زیادہ طول دینے سے باز رہیں گے۔

کچھ علاج اس کا بھی اے چارہ گراں ہے کہ نہیں؟

اس انجمن گل میں

(انجمن اور اس کے ملحقہ اداروں کا خبر نامہ)

کل پاکستان اُردو متحدہ محاذ کا ایک خصوصی اجلاس جمیل الدین عالی معتمد انجمن ترقی اُردو کی صدارت میں منعقد ہوا۔ محاذ کے سیکرٹری نے اپنی تقریر میں محاذ کا آئندہ پروگرام بتایا۔ جمیل الدین صاحب نے اُردو متحدہ محاذ کی ہمت افزائی کی۔ اور بابائے اُردو کی سالگرہ منانے کے لئے ایک خصوصی پروگرام منعقد کرنے کی تجویز پر ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا۔

اُردو کالج کی بزم قانون کا افتتاحی اجلاس بصدارت جناب جسٹس وحید الدین احمد صاحب منعقد ہوا۔ محمود رضا صدر بزم قانون نے مہمان خصوصی کا تعارف کراتے ہوئے کہا: "آپ کسی تعارف کے محتاج نہیں آپ اُردو کی خدمت کا جذبہ دل کی پوری گہرائیوں کے ساتھ رکھتے ہیں۔"

مہمان خصوصی نے اپنی افتتاحی تقریر میں فرمایا کہ مجھے اکثر ایل ایل۔ بی کے امتحان کی کاپیاں جانچنے کا اتفاق ہوا ہے۔ جو کاپیاں اُردو میں جوابات پر مبنی تھیں ان کا معیار انگریزی کاپیوں سے بہت بلند تھا۔ انھوں نے طلبہ پر زور دیا کہ وہ قانون کی کتابیں اُردو میں لکھیں اور ان کی طباعت میں دلچسپی لیں۔

عدالتوں میں اُردو زبان میں کام کے متعلق انھوں نے بتایا کہ اس وقت اور سندھ کے علاوہ مغربی پاکستان کے تمام شہروں میں ماتحت عدالتوں میں اردو میں کام ہو رہا ہے۔ انھوں نے امید ظاہر کی کہ مناسب وقت آتے پر مغربی پاکستان ہائیکورٹ میں بھی اردو میں کام ہونے لگے گا۔

امسال اُردو کالج کی بزم قانون ایک جریدہ "القانون" بھی شائع کر رہی ہے۔

اُردو کالج کے پرنسپل جناب کرنل محمد عطا الرحیم نے ایک تحریری بیان دیتے ہوئے اس خبر کو غلط قرار دیا ہے کہ اس کالج سے امسال ۴۰ سے زائد اساتذہ مستعفی ہو چکے ہیں اور طلباء پریشان ہو کر کالج چھوڑ رہے ہیں۔ آپ نے بتایا ہے کہ کالج میں اس وقت ۶۲ اساتذہ درس و تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ جو اساتذہ کالج سے چلے گئے ہیں اُن کی تعداد پانچ ہے جن میں سے ایک صاحب اعلیٰ تعلیم کے لئے امریکہ گئے ہیں باقی تین اساتذہ ترقی پر ایک مقامی کالج میں چلے گئے ہیں ایک صاحب نے یونیورسٹی میں پی۔ ایچ۔ ڈی میں داخلہ لے لیا ہے۔ پرنسپل کالج نے بتایا کہ کالج میں سالِ گزشتہ ۱۲۱۰ طلبہ تھے اور اس سال ۱۴۵۰ ہیں۔ اس سال بی اے پاس میں پانچ اور بی ایس سی میں دو طلبہ درجہ اول میں کامیاب ہوئے۔ بی۔ اے پاس کا نتیجہ ۴۸ فیصد، بی۔ ایس سی کا ۶۰ فیصد بی کام میں ۵۵ فیصد، اور کالج سے ایل ایل بی میں بیٹھنے والے سو فیصد کامیاب ہوئے ہیں اُن میں سے دو طلبہ اوّل درجے میں آئے ہیں۔

انجمن ترقی اردو پاکستان کی نئی کتابیں

قاموس الکتب	(جلد اوّل) مذہبیات سے متعلق مطبوعہ اور غیر مطبوعہ اردو کتابوں کی مکمل فہرست صفحات (۱۴۰۰)، سائز ۲۰×۳۰/۸ قیمت ۴۰ روپے
داستان زبان اردو	ڈاکٹر شوکت سبزواری۔ قیمت ۵ روپے
جیتا جاگتا	اندلس کے مشہور فلسفی ابن طفیل کی تصنیف "حیی بن یقظان" کا ترجمہ از ڈاکٹر محمد یوسف۔ قیمت تین روپے ۵۰ پیسے
ملا نصرتی	ملک الشعرا بیجاپور۔ قیمت ۵ روپے
اردو تنقید کا ارتقاء	ڈاکٹر عبادت بریلوی۔ قیمت سات روپے
مہ و انجم	مارٹن ڈیوڈسن کی کتاب کا ترجمہ از شاہد الحق صدیقی قیمت ۴ روپے پچاس پیسے
خیالات عزیز	عزیز مرزا کے مضامین کا مجموعہ۔ قیمت ۴ روپے ۵۰ پیسے
رتن ناتھ سرشار کی ناول نگاری	ڈاکٹر لطیف حسین ادیب۔ قیمت چھ روپے ۵۰ پیسے
قدیم اردو	بابائے اردو۔ قیمت پانچ روپے ۵۰ پیسے
مضامین سلیم	(تین جلدوں میں) وحید الدین سلیم کے نایاب مضامین کا مجموعہ مرتبہ مولوی محمد اسماعیل پانی۔ مکمل سیٹ کی قیمت بارہ روپے ۵۰ پیسے
رومیو جولیٹ	شیکسپیر کے ڈرامے کا منظوم ترجمہ از عزیز احمد قیمت ۵ روپے
فاؤسٹ	گوئٹے کے شاہکار کا منظوم ترجمہ۔ از مولوی عبد القیوم باقی مرحوم قیمت ۵ روپے۔
داس کیپٹال	(حصہ اوّل) کارل مارکس کی عہد آفریں کتاب کا ترجمہ از سید محمد تقی قیمت ۷/۵۰
فن شاعری	ارسطو کی بوطیقا کا ترجمہ مع حواشی از عزیز احمد قیمت دو روپے ۵۰ پیسے
اردو تھیٹر	(جلد اوّل)، ڈاکٹر عبد العلیم نامی قیمت سات روپے
" "	جلد دوم " " " "
" "	جلد سوم " " " "
مرحوم دہلی کالج	بابائے اردو۔ قیمت ۴ روپے

اردو اکیڈمی سندھ۔ بندر روڈ۔ کراچی

گردوپیش

تصویر کا ایک رخ

اُردو زبان اس وقت دورِ ابتلا سے گزر رہی ہے۔ اس زبان کے لئے ہم نے گزشتہ ڈیڑھ سو برس میں بڑی بڑی قربانیاں دی ہیں۔ تصورِ پاکستان محض ایک خطۂ ارض کا نام نہیں تھا بلکہ ایک مخصوص تمدن، ایک مخصوص نظامِ زندگی، ایک مخصوص تہذیب کا تصور تھا اور اس کی بنیاد اُردو زبان تھی اسی لئے ہندو سیاست اور برطانوی استعمار کا سب سے پہلا نشانہ اردو ہی بنی تھی جس کی حفاظت کا نعرہ ہی بعد میں پاکستان کے قالب میں ڈھل گیا۔ حصولِ پاکستان کے بعد سب سے زیادہ بے اعتنائی اور بے توجہی اردو ہی کی طرف سے برتی گئی۔ پاکستانی قوم واحد بدقسمت قوم ہے جس کو اپنی زبان اختیار کرنے پر پروپیگنڈہ کرنا پڑتا ہے۔ کانفرنسیں کرنی پڑتی ہیں اور یہ بتانا پڑتا ہے کہ قومی زبان کس چیز کا نام ہے۔ حقیقت پسندی کے نام پر انفرادی منفعت اور مادی فائدے کے لئے یہ ابنائے وطن اپنے ملک کی ترقی۔ آئندہ نسلوں کی تربیت اور ایک قومی وحدت کے اعلیٰ تصور کو پس پشت ڈال دینے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتے۔ ایک حلقہ وہ ہے جو کہتا ہے کہ پہلے فنی اصطلاحات وضع کرو اور بعد میں قومی زبان اختیار کرو، یہ مطالبہ ایسا ہی ہے کہ جیسے یہ کہا جائے کہ پہلے چاند پر پہونچ جاؤ بعد میں یہ دیکھیں گے کہ راکٹ کیسے بنایا جاتا ہے۔ ابھی ۵۰ سال بھی نہیں گزرے ہیں۔ روسی زبان علوم و فنون کے لحاظ سے ایک تہی مایہ زبان تھی۔ اور اہل روس سخت احساس کمتری میں مبتلا تھے۔ اور جرمن زبان کو سائنٹفک ترقی کے لئے ضروری سمجھتے تھے اور ہر اعتبار سے پسماندہ قوم سمجھے جاتے تھے۔ لیکن جب روسی زبان ذریعہ تعلیم بنا دی گئی تو ۵۰ سال ہی کے اندر روسی قوم دنیا کی سب سے ترقی یافتہ قوم بن گئی اور سائنس کے بعض میدانوں میں وہ دنیا کی قیادت کر رہی ہے۔ جو لوگ انگریزی کی غلامی پر اس لئے مصر ہوتے ہیں کہ اس کے بغیر ہم سائنس کی تعلیم حاصل نہیں کر سکتے ان کی عقل پر سوائے ماتم کرنے کے اور کیا کیا جا سکتا ہے۔ کیا یہ کہنا درست نہیں ہوگا کہ ہمیں سائنس کی اعلیٰ تعلیم کے لئے انگریزی کے بجائے روسی سیکھنی چاہیئے اور جب جاپان سائنس کی دوڑ میں روس سے آگے نکل جائے گا تو پھر جاپانی سیکھنا شروع کر دیں گے۔ یہ ذہنیت کس قدر افسوسناک ناواقفیت پر مبنی ہے۔ ہم ایسے لوگوں سے سوائے اس کے کیا کہہ سکتے ہیں کہ آپ اس کے اہل ہرگز نہیں ہیں کہ کسی آزاد، ترقی یافتہ، محب وطن قوم کے فرد کہلائے جا سکیں۔

ایوان صنعت و تجارت ابھی تک اُردو زبان کو مکمل اور مستند زبان تسلیم نہیں کرتا۔ محکمہ درآمد و برآمد کی جانب سے ایک مراسلہ بھیجا گیا ہے جس میں یہ

غذر پیش کیا گیا ہے کہ اشتہارات کا ترجمہ اردو میں ممکن نہیں اسلئے اشتہارات اردو میں شائع نہیں کرائے جاسکتے۔ ہم نہیں جانتے کہ اس عمل میں کون سی ذہنیت کام کررہی ہے۔ دراصل یہ اُن افسران محکمہ کی غلامانہ ذہنیت ہے جو قومی اور مقامی زبانوں کو نظرانداز کررہے ہیں جس سے نہ صرف عوام کو تکلیف پہنچتی ہے بلکہ اسی طرح قومی زبانوں کی توہین بھی ہورہی ہے۔ کیا وزیر تجارت اس طرف توجہ فرمائیں گے ؟۔

علی گڑھ یونیورسٹی کے وائس چانسلر جناب طیب جی نے فرمایا ہے کہ اگر ہندوستان کی زبانیں جن میں اردو بھی شامل ہے، رومن رسم الخط اختیار کرلیں تو اچھا ہوگا۔ انھوں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ انگریزی زبان کی تعلیم اور تدریس کے گرتے ہوئے معیار کو بچایا جائے۔

طیب جی نے یہ تقریر اس درس گاہ میں فرمائی جس نے قومی زبان کے مسئلے کو زندگی کی ہر چیز پر فوقیت دی اور ایسے ایسے نثار اور ناظم پیدا کئے جس نے اُردو کو دنیا کی ترقی یافتہ زبانوں کے دوش بدوش کھڑا کردیا۔ اب اسی یونیورسٹی کے وائس چانسلر اُردو کا رسم الخط بدلنے کی تجویز پیش کرتے ہیں۔

انقلابات ہیں زمانے کے

پاکستان کی تمام یونیورسٹیوں نے اس کی اجازت دیدی ہے کہ جو طلبہ علوم شرقیہ میں فاضل کا امتحان پاس کرچکے ہوں وہ صرف انگریزی زبان کا امتحان دے کر بی۔ اے کی ڈگری حاصل کرسکتے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ اب تک کراچی یونیورسٹی نے یہ مراعات نہیں دی ہیں جس کی وجہ سے طلبہ کو بی۔ اے کے امتحان میں بڑی پریشانی اٹھانی پڑے گی۔ اور دوسری یونیورسٹیوں کا دروازہ کھٹکھٹانا پڑے گا۔ امید ہے کہ کراچی یونیورسٹی جلد از جلد اس پر عمل کرکے طلباء کو پریشانیوں سے بچائے گی اور یکساں تعلیمی سہولتیں مہیا کرے گی۔

تصویر کا دوسرا رخ

۲۲ جنوری کو مغربی پاکستان اسمبلی نے ایک تاریخی فیصلہ کیا جس کے نتیجہ میں صوبائی اسمبلی میں اردو کو سرکاری زبان کی حیثیت حاصل ہوگئی ہے آئندہ سے اسمبلی میں اُردو کے علاوہ کسی اور زبان میں تقریر کرنے کے لئے اسپیکر سے باقاعدہ اجازت لینی ہوگی، اس امر کا فیصلہ مغربی پاکستان اسمبلی کے قواعد ترتیب دینے والی کمیٹی نے متفقہ طور پر اپنے اجلاس میں کیا ہے۔ پارلیمانی زندگی میں قومی زبان کو سرکاری زبان تسلیم کرنے کا یہ فیصلہ پہلی بار ہوا ہے۔

اردو کے متعلق قواعد کمیٹی کا یہ فیصلہ اپنی تمام اہمیت کے باوجود محض علامتی ہے کیوں کہ اس طرح ایک حقیقت کو قانونی شکل دیدی گئی ہے لیکن اُردو کو اسمبلی کی سرکاری زبان قرار دینے کا حقیقی فائدہ اسی وقت پہونچے گا جب اس فیصلے کے دوسرے منطقی تقاضے بھی پورے کئے جائیں۔ اور اُردو کو صرف تقریر کی زبان قرار دینے پر اکتفا نہ کی جائے بلکہ اسے اسمبلی کے سیکرٹریٹ میں نافذ کردیا جائے اسی طرح اُردو حقیقی معنوں میں اسمبلی کی سرکاری زبان بن سکے گی۔

سابق وزیر اعظم جناب چودھری محمد علی نے ترویج اُردو کانفرنس میں صدارتی تقریر میں فرمایا ہے کہ قومی زبان اردو اپنی صلاحیتوں اور خوبیوں کی بناء پر

پچھلے پچیس برس میں کتنی ہی رکاوٹیں حائل ہوں۔ اپنے کہا قومی زبان اردو، علاقائی زبانوں اور بین الاقوامی زبان انگریزی میں کوئی باہمی آویزش نہیں ہے چودھری محمد علی نے کہا کہ اردو کے مستقبل کے بارے میں مجھے اس اعتبار سے قطعاً مایوسی نہیں کہ یہ وسعت پذیر نہیں ہوسکے گی۔ میرا یقین ہے کہ اردو میں یہ صفات موجود ہیں جیسا کہ اسے ہماری قومی زندگی میں اعلیٰ مقام حاصل ہوگا۔ مگر اسے ترقی دینے کے لئے ہمیں زبانی جمع خرچ کے بجائے عملی کام یہ کرنا ہوگا کہ اسے حتی الامکان عام فہم بنائیں۔

چودھری محمد علی نے حکومت کو مشورہ دیا ہے کہ یورپین اسکولوں میں انگریزی کی جگہ اردو کو بطور ذریعہ تعلیم رائج کیا جائے۔ ورنہ بصورت دیگر ملک میں قومی ثقافت سے بے بہرہ ایک ایسا طبقہ پیدا ہو جائے گا جو محض اپنے تمول اور تعلیم کی بدولت حکومت کرے گا۔ لیکن عوام کے جذبات و احساسات سے غافل ہوگا۔

ابھی حال میں ہندوستان میں یوپی کی صوبائی اسمبلی میں ایک تجویز پیش ہوئی ہے کہ صوبہ اتر پردیش میں ایک اردو یونیورسٹی قائم کی جائے۔ اس تجویز کی تائید میں اسمبلی کے اراکین نے پرزور تقریریں کیں اور اس کو منظور کر لینے کا مطالبہ کیا ہے۔ اس معقول تجویز کا جو ایک اہم ضرورت کو پورا کرتی ہے ہندوستان کے طول و عرض میں دلی خیر مقدم کیا جا رہا ہے۔ ہم اراکین کے اس جذبے پر انہیں مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

ترویج اردو کی تیسری کانفرنس میں مولانا صلاح الدین احمد نے ایک مقالہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ اردو کا مرکز دلی۔ لکھنؤ۔ پٹنہ۔ حیدرآباد نہیں بلکہ پنجاب ہے۔ انھوں نے اس امر پر اظہار افسوس کیا کہ قائداعظم کی آنکھیں بند ہوتے ہی اردو زبان کو وہ مقام نہ دلایا گیا جس کی وہ مستحق تھی۔

ترویج اردو کانفرنس میں ڈاکٹر رفیق احمد نے تعلیمی سرگرمیوں میں اردو کے مقام پر اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا کہ سائنسی علوم میں بھی اگر طلبہ کا ذریعہ انگریزی کے بجائے اردو کو بنایا جائے تو طالب علم زیادہ دلچسپی لیتے ہیں۔ انگریزی کو ذریعہ تعلیم بنانے کا نتیجہ صرف یہ نکلتا ہے کہ طلبہ نصابی کتابوں کو صرف رٹ لیتے ہیں۔ کانفرنس سے میاں بشیر احمد اور پروفیسر حمید عسکری نے بھی خطاب کیا۔

مسٹر ابراہیم شمیم ڈائرکٹر تعلیمات نے بتایا ہے کہ حکومت صوبے کے تمام کالجوں میں ٹیکنیکل تعلیم جاری کرنے کی تجویز پر غور کر رہی ہے۔ ایک سوال کے جواب میں آپ نے بتایا کہ انگریزی کی جگہ شروع ہونی چاہئے اور اردو کو جلد ذریعہ تعلیم بنانا چاہئے۔

ہندوستان کے ممتاز اردو شاعر اور سابق جج ہائیکورٹ الہ آباد پنڈت آنند نرائن ملا نے اردو فارسی سوسائٹی لکھنؤ یونیورسٹی میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اگر بہ نظر غائر جائزہ لیا جائے تو اس حقیقت سے کوئی منکر نہ ہوگا کہ اردو ایک سادہ اور سلیس زبان ہونے کی وجہ سے عوام میں مقبول ہوتی جا رہی ہے۔ ملا صاحب نے اس نظریہ کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا کہ اردو کو ہندی میں جذب کر دیا جائے۔ انھوں نے کہا کہ اگر اردو کو ہندی میں جذب کر دیا گیا تو یہ انصاف کا خون ہوگا کہ مجھ سے میری زبان چھین لی گئی ہے۔ ملا صاحب نے مزید کہا کہ اردو اور ہندی دو [illegible]

انفرادیت ہے۔

انجمن ترقی اُردو کے معتمد جناب جمیل الدین عالی نے ایک انٹرویو میں کہا کہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیم کے لئے اردو زبان میں کافی صلاحیت موجود ہے انھوں نے مزید کہا کہ اردو کالج میں نیچرل سائنس تمام مضامین اُردو میں پڑھائے جاتے ہیں اور اس کالج کے بہترین نتائج سے ثابت ہوتا ہے کہ اردو میں کتنی وسعت ہے

ریڈیو پاکستان کے ڈائرکٹروں کی کانفرنس میں طے کیا گیا ہے کہ عوام کے ساتھ براہ راست رابطہ پیدا کرنے کے لئے ریڈیو پاکستان اپنی زبان کو آسان ودعام فہم بنائے اور ایسی زبان میں پروگرام نشر کئے جائیں جو عوام سمجھ سکیں۔ یہ بھی طے پایا ہے۔ خبریں، تبصرے اور اخباری تبصرے وغیرہ انگریزی کے بجائے زیادہ تر اُردو اور بنگالی میں پیش کئے جائیں۔

نظام اسلام پارٹی کے مقامی کنوینر مسٹر انعام اللہ نعمانی نے بتایا کہ مشرقی پاکستان کے پچاسی فیصد باشندے اُردو سمجھتے ہیں اور بول سکتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ میں نے ایک پان فروش سے لے کر مشرقی پاکستان کے بڑے بڑے لیڈروں تک سے بات چیت کی اور انھوں نے مجھے اُردو میں ہی جواب دیا۔ بیشتر اشخاص اُردو میں بات چیت کرنے کو ترجیح دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اُردو تو ہماری قومی زبان ہے۔

اُردو کی ترویج کے مسئلے پر صوبائی اسمبلی کے اسپیکر جناب مبین الحق صدیقی نے بتایا کہ اُردو کی موجودہ رفتار ترقی سے مطمئن نہیں ہیں۔ کیوں کہ اس طرح دس سال کے بعد ہم اُردو کو انگریزی کی جگہ دینے کے اہل نہ ہو سکیں گے۔ انھوں نے کہا کہ اُردو کو وہ سرپرستی نہیں مل رہی ہے جس کی وہ مستحق ہے

صوبائی وزیر زراعت وخوراک ملک قادر بخش نے ایک جلسۂ تقسیم انعامات سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ انگریزی میں بات کرنے کو باعث شرم اور اُردو میں بات چیت کو قابل فخر سمجھتے ہیں آپ نے انگریزی داں طبقے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ وہ اپنی ملکی زبان کو ایک باعث فخر ذریعہ اظہار سمجھیں انھوں نے یہ بھی فرمایا کہ میں آپ سے انگریزی میں مخاطب ہو سکتا ہوں مگر مجھے اس پر ندامت ہوگی۔

تہذیبی — علمی — تعلیمی خبریں

ادارہ مصنفین پاکستان کا چوتھا سالانہ اجلاس لاہور میں منعقد ہوا۔ اس موقع پر صدر مملکت محمد ایوب خان نے ایک پیغام میں فرمایا ہے کہ ... اب بھی وحدت کا مسئلہ درپیش ہے جو نظریہ پاکستان کی بنیاد ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ ... متعلقہ افراد اس عظیم مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ... صدر نے کہا کہ اس سلسلے میں آپ کو زیادہ ذمہ داری محسوس کرنی چاہئے ... جب تک ... شخصیت ہے جو ذہنی اور روحانی سمتوں پر

اپنے اثرات ڈال سکتا ہے۔ صدر ایوب نے کہا ہے کہ ہمیں بہت ساری سماجی برائیوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ یہ ساری برائیاں صرف قانون ہی کے ذریعہ دور نہیں کی جاسکتیں۔ ان برائیوں کا خاتمہ کرنا آپ کی ذمہ داری ہے۔ صدر ایوب نے اپنے پیغام کے آخر میں ادیبوں اور مصنفوں کو اپنے تعاون کا یقین دلایا۔

ادارۂ مصنفین پاکستان کے اجلاس کی صدارت جناب جسٹس سجاد احمد جان نے کی۔ انھوں نے اپنے خطبۂ صدارت میں فرمایا: "ادیب اپنی ذہنی کاوشوں سے قوم کو جو سرمایہ دیتا ہے وہ متاع گراں بہا ہے۔ اس کے سامنے اور کسی سرمایہ کی چنداں ضرورت نہیں۔ انھوں نے مزید بتایا "رائٹرز گلڈ کا درخشاں پہلو یہ ہے کہ اس میں ہر مکتبۂ فکر کے ادیب شامل ہیں۔ آپ نے کہا کہ وہ خصوصی حیثیت جو ایک ادیب کو معاشرہ میں حاصل ہے اس کا یہ تقاضا ہے کہ ادیب اپنے وطن کے استحکام کی جدوجہد میں بھرپور حصہ لیں۔ آپ نے یاد دلایا کہ ہمارے اسلاف نے ہمارے لئے قابل فخر علمی اور ادبی سرمایہ چھوڑا ہے۔ اس ثقافتی ورثہ کو ہم چشمۂ فیض بنائیں تاکہ آنے والی نسلیں ہمارے علمی کارناموں پر سر اونچا کرسکیں۔ صدر اجلاس نے ارباب ثروت سے کہا کہ وہ دل کھول کر علمی۔ ادبی اور ثقافتی سرگرمیوں کی سرپرستی کریں۔

پاکستان رائٹرز گلڈ کی چوتھی سالگرہ کی تقریب میں ۶۲ء کے آدم جی ادبی انعامات کا اعلان کردیا گیا۔ پانچ پانچ ہزار روپئے کے دو انعامات اردو کے ادیبوں اور اسی قدر بنگالی کے ادیبوں کو دیئے گئے۔ اردو میں نثر کی بہترین کتاب کا انعام خدیجہ مستور کو ان کے ناول "آنگن" پر دیا گیا۔ اور نظم کی بہترین کتاب جعفر طاہر کی ہفت کشور قرار پائی۔ بنگالی میں قاضی عبدالمنان کی تصنیف "بنگالی ادب میں مسلمان مصنفین کا حصہ" اور شوکت عثمان کے ناول "غلام کی ہنسی" کو انعام کا مستحق سمجھا گیا ہے۔ تقسیم انعامات کی رسم آئندہ ماہ صدر ایوب ادا کریں گے۔

اس موقع پر علاقائی ادب (پنجابی) کی تصنیفات پر بھی انعامات کا اعلان کیا گیا ہے گلڈ کی طرف سے پنجابی کے مشہور شاعر سائیں فیروز کو ان کی پنجابی نظموں کے مجموعہ "ہارٹ" پر ایک ہزار روپیہ انعام دیا گیا۔ ڈھائی ڈھائی سو روپئے کے دو انعامات مسٹر محمد آصف کو ان کے تنقیدی مضمون "داراں دے پتر" پر اور افضل احسن کو ان کے ناولٹ "دیوانے دریا" پر دیئے گئے ہیں۔

اس موقع پر ادارۂ مصنفین پاکستان کے سیکرٹری جنرل جناب قدرت اللہ شہاب نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ گلڈ کی ترقی نے یہ ثابت کردیا ہے کہ اختلافات کو نظر انداز کر کے اصولوں پر اتحاد ہو سکتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ گلڈ نے مشرقی و مغربی پاکستان کے درمیان ایک ذہنی و جذباتی تعلق پیدا کردیا ہے۔

ادارۂ مصنفین پاکستان کی چوتھی سالگرہ کی تقریب اس کے دفتر واقع پرنسس ہوٹل لاہور میں منائی گئی دوسری نشست سہ پہر کو ہوئی جس میں صدر مملکت کا پیغام سنایا گیا جناب قدرت اللہ شہاب سیکرٹری جنرل نے خطبہ استقبالیہ پڑھا۔ اس کے بعد انعامات کا اعلان کیا گیا۔ اس اجتماع کے اختتام سے پہلے ایک محفل مشاعرہ منعقد ہوئی جس میں حفیظ جالندھری، ظہیر کاشمیری، صوفی غلام مصطفٰے تبسم، احمد ندیم قاسمی، حافظ لدھیانوی اور کشور ناہید صاحبہ نے اپنا کلام سنایا۔ نشست مشاعرہ کے علاوہ قاضی نذر الاسلام کا ایک ترانہ ایک بنگالی صحافی مسٹر روشنی نے پیش کیا۔ ایک امریکی ادیب مسٹر ہاپ انگل نے اپنی نظم سنائی۔ اس اجلاس میں دو سو سے زیادہ اہل قلم نے شرکت کی جس میں مشرقی پاکستان کے معروف ادیب اور شاعر شامل تھے۔

ایک اہم خبر یہ ہے کہ داؤد صنعتی گروپ کے چیئرمین مسٹر احمد داؤد نے ۲۵ ہزار روپے کے ادبی انعام کا اعلان کیا ہے یہ انعام ہر سال ادب کی اعلیٰ تخلیقات پر دیا جائے گا، اور اس کا اعلان ہر ۱۴ اگست کو ہوا کرے گا۔ داؤد ادبی انعام مستقل ہوگا اور اس کو مشرقی و مغربی پاکستان کے ادیبوں میں برابر برابر تقسیم کیا جائے گا۔ جمیل الدین عالیؔ معتمد رائٹرز گلڈ ججوں کی کمیٹی کے مستقل سیکرٹری ہوں گے۔ اس سلسلہ میں جلد قواعد و ضوابط کا اعلان کیا جائے گا۔

ادارۂ مصنفین پاکستان کے ماہانہ جریدے "ہم قلم" نے ہم قلم ادبی انعامات کا اعلان کر دیا ہے یہ سالانہ انعام دو ہزار روپیہ پر مشتمل ہے جو پانچ ادبی اصناف پر پاکستان کے ادیبوں کو دیا جاتا ہے

اس سال ادارۂ ہم قلم نے مندرجہ ذیل تخلیقات پر چار چار سو روپے کے پانچ انعامات دیئے ہیں۔

افسانہ	"کفارہ"	ممتاز شیریں
ڈرامہ	"رجیلہ"	مرزا ادیب
تنقید تحقیق	"اردو روزمرہ اور محاورہ"	شوکت سبزواری
شاعری نظم	"آدمی نامہ"	ظہیر کاشمیری
ثقافتی ورثہ منظوم۔ ترجمہ خوشحال خاں خٹک۔		شرر نعمانی

حکومت تونس نے ملک میں تہذیبی و ثقافتی سرگرمیوں کو ترقی دینے کے لئے "بین الاقوامی ثقافتی مرکز" قائم کیا ہے۔ جہاں مشرق و مغرب کے نامور فلسفی اور مستشرقین دنیا کی قدیم و جدید تہذیب اور ثقافت پر تحقیق کریں گے۔

بین الاقوامی ثقافتی مرکز کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ عالمی ثقافتی رشتوں کے قیام سے انسان کی تہذیبی اور روحانی قدروں کو فروغ دیا جائے اسی لئے یہ مرکز سیاست سے بالکل الگ رہے گا۔ آئین کی رو سے یہ مرکز دنیا کے کسی بھی ملک کی ثقافتی اور تہذیبی سرگرمیوں میں حصہ لے سکتا ہے۔

نیشنل بک سنٹر آف پاکستان نے جو ملک میں کتابوں کے فروغ کے لئے حکومت پاکستان نے قائم کیا ہے۔ ۱۹۶۲ء میں شائع شدہ کتابوں پر اپنے بک پروڈکشن انعامات کا اعلان کیا ہے یہ انعامات کتابوں کی زیبائش اور تزئین پر دیئے جاتے ہیں۔ مقابلہ میں آنے والی کتابیں انعام کی مستحق سمجھی جاتی ہیں۔ اس بار ایک ہزار روپیہ کا انعام نیا ادارہ لاہور کی شائع کردہ کتاب "آب رواں" کو دیا گیا۔ سند امتیاز کی مستحق اردو اکیڈمی سندھ کی شائع کردہ کتاب تنقیدی زاویئے سمجھی گئی۔ اردو ٹائپ میں طباعت کی خوبصورتی کا پانچ سو روپیہ کا انعام بنگالی اکیڈمی کی شائع کردہ کتاب "مجھے اعتراف ہے" پر دیا گیا۔ اور اس کے علاوہ دیگر انعامات بھی تقسیم کئے گئے جو بچوں کی کتابوں اور آرٹسٹوں کے لئے مخصوص تھے۔

گورنمنٹ کالج لاہور کے شعبۂ طبیعیات کے سابق صدر پروفیسر عبدالحمید عسکری نے اردو اکیڈمی کے ایک غیر معمولی اجلاس میں فرمایا کہ زمین کے محیط کی پیمائش کی تحقیق میں مسلمانوں کی تحقیق جدید ترین تحقیق سے قریب تر تھی۔ پروفیسر عسکری نے مزید کہا کہ اصل میں یورپ کے سائنس دانوں کے کارنامے مسلمان سائنس دانوں کے مرہونِ منت ہیں۔ افسوس اس امر کا ہے کہ وہ مسلمان سائنس دانوں سے فیضیاب ہونے کے باوجود ان کی خدمات کا ذکر تک نہیں کرتے۔

آپ نے اردو میں سائنس کی تعلیم کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ یہ غلط ہے کہ اگر سائنس کی تعلیم اردو میں دی جائے گی تو اس کا سمجھنا دشوار ہوگا بلکہ اس کے برعکس اس کا سمجھنا بہت آسان ہوگا اور طلباء اپنی صلاحیتوں کو بہتر طور پر کام میں لا سکیں گے۔

وزیر تعلیم و اطلاعات جناب فضل الٰہی چوہدری نے کہا ہے کہ ریڈیو پاکستان حب الوطنی کے جذبات ابھارنے اور اسلامی روایات کو فروغ دینے کے سلسلے میں قابل قدر خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ آپ ریڈیو پاکستان کے ڈائریکٹروں کی تیرھویں سالانہ کانفرنس کا افتتاح کر رہے تھے۔ آپ نے امید ظاہر کی کہ ریڈیو پاکستان، سائنسی، سماجی، ثقافتی اور اقتصادی مسائل سے لوگوں کو آگاہ رکھے گا۔

مشہور فارسی شاعر اور ریاضی دان عمر خیام کی کتابوں کا روسی زبان میں ترجمہ کرنے والے پروفیسر جی اے روزنفیلڈ نے انکشاف کیا ہے کہ بائنومیل تھیوری در اصل عمر خیام کی فکر کا نتیجہ ہے۔ اور اسے اب تک نیوٹن کے نام سے غلط موسوم کیا جاتا رہا ہے۔ پروفیسر مذکور نے ایک کتاب میں بائنومیل تھیوری کو عمر خیام کے نام سے دیکھا ہے۔ سائنس دان دوسری کتاب کی تلاش میں ہیں۔ یہ خیال رہے کہ عمر خیام کا عہد نیوٹن سے ۶۰۰ سو سال قبل کا ہے۔

جہاز رانی کے سامان اور اس سے متعلقہ تجارت کی ایک بین الاقوامی نمائش لندن میں آئندہ موسم گرما میں منعقد کی جائے گی۔ اس نمائش میں اہم اور قدیم دستاویزیں اور کتابیں رکھی جائیں گی۔ نمائش میں کولمبس کا وہ مراسلہ بھی ہوگا جس میں امریکہ کی دریافت کا اعلان کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ گیلیو، کاپرنیکس، ڈارون اور کارل مارکس کی تھیوریوں پر مبنی کتابیں اور دستاویزیں بھی نمائش کے لئے رکھی جائیں گی۔ نمائش میں پرانے زمانے کے صناعی نمونے بھی رکھے جائیں گے

ایران کی وزارت محنت کے معاشرتی بہبود کے شعبہ کی ڈائریکٹر ڈاکٹر سکینہ کاظمی نے ترقی عامہ کی سرگرمیوں میں پاکستانی عورتوں کے کردار کو سراہا ہے۔ ڈاکٹر کاظمی پاکستان کے مختصر سرکاری دورے پر آئی ہوئی ہیں۔ انھوں نے کہا کہ پاکستان میں تعلیمی اداروں کی تعداد میں اضافہ دیکھ کر وہ بہت متاثر ہوئی۔ دس سال پہلے جب میں پاکستان آئی تھی تو ان اداروں کی تعداد کم بہت کم تھی اور تعلیم یافتہ عورتوں کی تعداد بھی زیادہ نہیں تھی۔ انھوں نے مزید کہا کہ کسی بھی ملک کی ترقی اور خوشحالی کا راز تعلیم میں مضمر ہے۔ اور یہ بڑی حوصلہ افزا بات ہے کہ پاکستان کی عورتیں بڑی تعداد میں فنی، ثقافتی، سائنسی، ڈاکٹری اور آرٹ کی تعلیم حاصل کر رہی ہے۔

ایک پریس نوٹ میں بتایا گیا ہے کہ پاکستان میں اطالوی کلچرل سنٹر "اردو ادب کی تاریخ" کے عنوان سے مضمون نویسی کا مقابلہ کرا رہا ہے۔ جس میں پاکستانی اسکالر شرکت کر سکتے ہیں۔ اس کا مقصد اٹلی میں پاکستانی کلچر کو روشناس کرانا ہے بہترین مضمون لکھنے والے کو ۵ ہزار روپیہ نقد انعام دیئے جائیں گے۔ مضامین کی وصول کی آخری تاریخ ۱۳۱ مارچ ہے۔ مزید معلومات اطالوی کلچرل سنٹر سے حاصل کی جاسکتی ہیں

ریڈیو کے لئے بہترین ڈرامے لکھنے والوں کو انعامات دیئے جائیں گے۔ یہ انعامات تین ہزار روپیوں پر مشتمل ہوں گے جس میں اردو اور بنگالی زبانوں میں لکھے ہوئے ڈرامے شامل ہوں گے۔ ہر قسم کے بہترین ڈرامے کے لئے پانچ سو روپیہ کا انعام رکھا گیا ہے۔

قرآن مجید کا ترجمہ سنسکرت زبان میں کیا جا رہا ہے۔ یہ ترجمہ اگلے سال تک مکمل ہو جائے گا۔ ترجمہ کا کام مہاراشٹر کے مشہور عالم دید مورتی دامودر ستو لیکر انجام دے رہے ہیں جو سنسکرت کے بڑے عالموں میں شمار ہوتے ہیں اور عربی پر عبور رکھتے ہیں۔

یہ پہلا موقع ہے کہ قرآن مجید کا ترجمہ سنسکرت میں ایک ہندو عالم کر رہا ہے

میر امن کی کتاب باغ و بہار روس میں پڑھی جانے والی کتابوں میں سال رواں کی مقبول ترین کتاب قرار پائی ہے ماسکو ریڈیو کی اطلاع کے مطابق باغ و بہار کی ۲۵ لاکھ جلدیں صرف روس میں فروخت ہوئی ہیں اور تاجکستان اور قازقستان میں اب بھی اس کی مانگ ہے

باغ و بہار اسی سال روسی زبان میں ترجمہ کی گئی ہے۔

صدر ایوب نے لاہور کے ایک شاعر اکبر کاظمی کو ان کے ایک فیچر پر دو سو روپیہ انعام دیا ہے۔ اکبر کاظمی نے ۵۸ء کے انقلاب کے متعلق "اجالا" کے عنوان سے ایک منظوم فیچر لکھا تھا۔

بنگلور بھارت کی اطلاع مظہر ہے کہ ریاستی مسلم لیگ کے زیر نگرانی۔ انڈین مسلم لیگ کے افکار و نظریات کی نشر و اشاعت پر نیز گونا گوں ملّی۔ ملکی۔ دینی۔ سیاسی علمی اور ادبی موضوعات پر کتابیں شائع کرنے کی غرض سے ایک دارالاشاعت کا قیام عمل میں آیا ہے۔ جس کا ذمہ دار ایک انتظامی بورڈ ہوگا۔

بھارتی حکومت نے علی گڑھ یونیورسٹی کے وائس چانسلر سے کہا ہے کہ وہ بدرالدین طیب جی کی سرگزشت حیات قلم بند کریں جسٹس بدرالدین طیب جی وائس چانسلر علی گڑھ کے دادا تھے اور کانگریس کے صدر رہ چکے تھے۔

پہلی مرتبہ بنگالی زبان میں قرآن پاک کا بامحاورہ اور سلیس زبان میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ یہ ترجمہ مشرقی پاکستان کے مشہور ماہر تعلیم ڈاکٹر شہید اللہ نے کئی سال محنت اور تدقیق کے بعد کیا ہے۔

کیمبرج یونیورسٹی کے ایک افسر تحقیق نے بتایا ہے کہ کیمبرج اور لینن گراڈ کے مابین "خیالات کی لہروں" کو منتقل کیا جائے گا۔ انھوں نے بتایا کہ روسی سائنس دان تعلق روحانی پر طبیعیاتی نقطۂ نظر سے غور کر رہے ہیں۔ اور اس سلسلے میں انھوں نے جو تجربات کئے ہیں، اس سے وہ مطمئن ہیں۔

اس آئینہ خانے میں

جناب قدرت اللہ شہاب نے طلبہ کو مشورہ دیا ہے کہ جس طرح رائٹرز گلڈ میں مختلف الخیال ادیب متحد ہو کر ادب کی خدمت کر رہے ہیں اسی طرح لٹریری فورم میں بھی ادبی ذوق رکھنے والے طلبہ متحد ہو کر تعمیری ادب پیدا کریں۔

قدرت اللہ شہاب صاحب پاکستان یونیورسٹیز لٹریری فورم میں تقریر کر رہے تھے۔ یہ فورم پاکستان کی تمام یونیورسٹیوں کے طلبہ نے قائم کیا ہے جس کا مقصد ادب کے ذریعہ قومی یکانگت پیدا کرنا ہے

ڈاکٹر گوپی چند نارنگ ریڈر شعبۂ اردو دہلی یونیورسٹی امریکہ کے لئے روانہ ہو گئے ہیں۔ امریکہ کی وسکانسن یونیورسٹی میں اردو کا تعلیمی کام مستقل بنیادوں پر شروع کر دیا گیا ہے جس میں وزیٹنگ پروفیسر کی حیثیت سے ڈاکٹر گوپی چند نارنگ کو امریکہ آنے کی دعوت دی گئی تھی۔ اس سے پہلے انہیں حکومت برطانیہ کی جانب سے لندن یونیورسٹی میں تحقیقی کام کرنے پر فیلوشپ بھی ملا تھا۔

نیشنل بنک آف پاکستان کے مینجنگ ڈائرکٹر جناب ممتاز حسن نے کالج کی بزم ادب کا افتتاح کرتے ہوئے طلبہ سے فرمایا کہ وہ تحریر و تقریر میں اردو کو ذریعہ اظہار بنائیں۔ اور یہ کوشش کریں کہ اردو بولتے اور لکھتے وقت اس میں غیر زبان کے الفاظ استعمال نہ ہوں۔ تو اس سے اردو کا کام بہت آگے بڑھے گا۔ انھوں نے کہا کہ جب تک اردو عوام کی زبان نہیں بنتی اس کا شمار دنیا کی بڑی زبانوں میں نہیں ہو سکتا۔

جناح کالج کے پرنسپل مسٹر امتیاز محمد خان نے جناب ممتاز حسن سے درخواست کی کہ اگر وہ اپنے زیر اثر ہونے سے تمام بینکوں میں اردو زبان رائج کرا دیں تو وہ اردو کے بہت بڑے محسنوں میں شمار ہوں گے۔

وزیر خدمات تعلیم ... چودھری ... نے ... پاکستان کے ڈائرکٹرز کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے قدرت اللہ شہاب سیکرٹری ... خدمات و نشریات کو ... ہوں ... انھوں نے کہا کہ مجھے پورا یقین ہے کہ ... تعاون ...

اور اُن افکار و خیالات کی زیادہ بہتر انداز میں نشر و اشاعت کرے گا۔ جو قوم کی ترقی اور خوشحالی کے لئے مفید ہیں۔ میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں۔ کہ جناب شہاب جیسا آدمی آپ کا لیڈر ہے جو بڑی خوبیوں کے آدمی ہیں۔ اور میں اس دن کا بے چینی سے منتظر ہوں جب آپ اس قدر کام کا منصوبہ بنا سکیں جتنا آپ یا آپ کے سیکرٹری صاحب چاہتے ہیں۔

یادوں کے چراغ

ماہ دسمبر کے اختتام سے ہی اکابرین اور مصنفین کی یادوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور جنوری کے اختتام تک ہم ادب، اور سیاست کی ہر شخصیتوں کی یاد منا چکتے ہیں۔ لیکن اس رواروی میں بعض ایسی شخصیتیں فراموش بھی کر دی جاتی ہیں جو عہد آفریں شخصیتیں تھیں، اور جن کے نقوش قدم کو کوئی بھی زندہ قوم فراموش نہیں کر سکتی۔ جنوری میں یوم سرسید، یوم اکبر اور یوم آزاد تو منائے گئے لیکن حالی کو فراموش کر دینا ایک ایسا نارو اسلوک ہے جس پر ہمارے سر ندامت سے جھک جانا چاہییں۔

مجلس یادگار آزاد کے زیر اہتمام شمس العلماء مولانا محمد حسین آزاد کی ۵۰ ویں برسی لاہور میں منائی گئی۔ اس جلسے کو خطاب کرتے ہوئے مولوی محمد شفیع صدر شعبہ معارف اسلامیہ نے کہا ہے کہ مولانا کا ثانی نثر نگار، صحافی، شاعر اور مصنف اس عہد میں نہیں ملتا۔ انھوں نے جدید علوم کی اشاعت اور سائنس کی معلومات عوام تک پہونچانے کے لئے بہت قیمتی کوششیں کیں۔

ڈاکٹر وزیر آغا اور مولانا صلاح الدین احمد نے مقالے پڑھے اور عبدالشکور اور حامد علی بیلا نے آزاد کا کلام سنایا۔ سینٹ ہال میں آزاد کی تحریروں اور مسودوں کی نمائش کی گئی۔

حلقہ ارباب ذوق لاہور نے مشہور افسانہ نگار اور انشا پرداز سعادت حسن منٹو کی برسی وائی۔ ایم۔ سی۔ اے ہال میں بڑے پیمانے پر منائی۔ اس اجلاس کی صدارت صوفی غلام مصطفےٰ تبسم نے کی۔ منٹو کی تحریروں کے متعلق ممتاز شیریں، عشرت یاسین اور افتخار جالب کے مضامین پڑھے گئے — ممتاز شیریں کا مقالہ وزیر الدین احمد نے پیش کیا۔

منٹو مرحوم کی برسی کے موقعہ پر لاہور میں متعدد مقامات پر جلسے ہوئے۔ جن میں منٹو کے بہترین کارناموں پر خراج تحسین پیش کیا گیا۔

انجمن ترقی پسند مصنفین کراچی کی طرف سے تھیوسوفیکل ہال میں یوم مجاز منایا گیا۔ اس جلسے کی صدارت جوش ملیح آبادی نے کی۔ سید محمد تقی، ابن حسن، ممتاز حسین، ڈاکٹر رئیس امروہوی نے تقریریں کیں۔ جلسہ میں مجاز کا کلام بھی سنایا گیا — ایک مشاعرہ بھی ہوا جس میں کراچی کے ممتاز شعرا نے شرکت کی۔

پاک ایران یوتھ کلب کے زیر اہتمام لاہور میں فارسی کے مشہور شاعر عمر خیام کا یوم پیدائش منایا گیا جس میں ایران کے اس نامور شاعر، ریاضی داں اور منجم کو خراج عقیدت پیش کیا گیا۔

مرکز تعمیر نو میں ہونے والے اس جلسے کی صدارت الطاف گوہر نے کی۔ جناب ڈاکٹر محمد باقر، صوفی غلام مصطفےٰ تبسم اور ممتاز احمد خان نے تقریریں کیں۔ قاضی اقبال اسلم نے بھی جلسے سے خطاب کیا۔ جلسے میں تبسم صاحب اور حبیب جالب نے اپنا کلام بھی پیش کیا۔

مجلس انتظامی یوم محمد قلی قطب شاہ کی طرف سے حیدر آباد دکن میں ایوان اُردو میں ایک ادبی اجلاس منعقد ہوا جس میں شہر کے ممتاز ادیبوں نے مقالے پڑھے اور بعد میں ایک محفل مشاعرہ بھی ہوئی جس میں تقریباً تمام شعرا نے شرکت کی۔

ماتم میں ہم شریک

ہر بار اس عنوان کے تحت لکھتے ہوئے دل دکھتا ہے۔ ساؤنی دنیا ویسے بھی ہمیشہ کا کام ہے اور ہمیں تو ہر بار ایسے فن کاروں کے غموں میں شریک ہونا پڑتا ہے جنھوں نے اپنے اپنے عہد میں تخلیقی کارنامے انجام دیئے ہیں لیکن ان غموں میں شریک ہوتے وقت جب ہمیں ان کی تحریروں کی یاد آتی ہے جو ہر زمانے میں زندہ رہیں گی۔ تو یہ احساس اطمینان دلاتا ہے کہ یہ فن کار اپنی تحریروں کی صورت میں ہمیشہ ہمارے سامنے رہیں گے اور موت کا ظالم ہاتھ ان کے فن کو نہ چھو سکے گا۔

رابرٹ فراسٹ کا انتقال بوسٹن کے مقام پر بعمر ۸۹ سال ہو گیا۔ وہ ۱۸۷۴ء میں سان فرانسسکو میں پیدا ہوئے تھے۔ ان کا شمار امریکہ کے عظیم شاعروں میں ہوتا تھا۔ انھوں نے امریکہ کا مشہور ادبی انعام PULITZER PRIZE چار مرتبہ حاصل کیا تھا۔ ان کا پہلا مجموعہ کلام A BOY'S WILL ۱۹۱۳ء میں چھپا تھا اور اس کے بعد ان کے چار اور شعری مجموعے شائع ہوئے جنھوں نے ان کو ابدی شہرت اور مقام دلوایا۔ دنیا کے ایک بہت بڑے شاعر کی رحلت پر ہم دلی الم کا اظہار کرتے ہیں۔ افسوس کہ تخلیق کے بہترین خزانے کا ایک انمول رتن کم ہو گیا۔

لکھنؤ سے یہ اطلاع ملی ہے کہ اُردو کے ممتاز اور کہنہ مشق شاعر ابوالفضل شمس لکھنوی کا انتقال ہو گیا ہے۔ ان کی عمر ۵۷ سال تھی انھوں نے پس ماندگان میں ایک بیوہ اور دو لڑکیاں چھوڑی ہیں۔

انجمن فن و ادب کی جانب سے ایک تعزیتی جلسہ انجمن کے دفتر میں منعقد ہوا جس میں شمس لکھنوی کے انتقال پر ایک تعزیتی تجویز منظور ہوئی۔ ریاستی وزیر صحت شری جہابیر پرشاد سریواستوا ان کے مکان پر تعزیت کرنے گئے۔

اردو ڈرامہ کی تاریخ و تحقیق میں گراں قدر اضافہ

اردو تھیٹر

ڈاکٹر عبدالعلیم نامی
پرنسپل اورینٹل کالج بمبئی

شائع کردہ: انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی

اس تحقیقی مقالے میں اردو ڈرامے کی عہد بہ عہد تاریخ بیان کی گئی ہے فن ڈرامہ، ڈرامہ نگاروں، تھیٹروں اور ڈرامہ کمپنیوں کے بارے میں تمام تفصیلات مستند ماخذ کی روشنی میں بیان کی گئی ہیں۔ اردو ڈرامے کے بارے میں یہ پہلی جامع کتاب ہے جس میں موضوع کے ہر پہلو پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ یہ مقالہ دراصل ڈرامے کا انسائیکلوپیڈیا ہے۔ اب تک اس کی تین جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ پہلی جلد میں ابتدائی ڈرامہ نگاری کا جائزہ لیا گیا ہے۔ دوسری جلد میں سنہ ۱۸۵۲ء سے لے کر سنہ ۱۹۲۰ء تک کے ڈرامہ نگاروں کے حالات اور ان کے ڈراموں کے بارے میں معلومات دی گئی ہیں۔ اور تیسری جلد میں سنہ ۱۹۲۱ء سے لے کر سنہ ۱۹۶۰ء تک اردو ڈرامہ کی تاریخ پیش کی گئی ہے

قیمت فی جلد سات روپے

سلسلہ نمبر ۳

گنج ہائے گراں مایہ

مخطوطاتِ انجمن ترقی اُردو کی وضاحتی فہرست

مجموعۂ حکایات	
دیوانِ عیشؔ	حکیم آغا جان دہلوی
چار گلشنِ غوثیہ	شیخ احمد حسرتؔ کرنولی
دیوانِ آرجؔ	عبداللہ خان آرجؔ سردھنوی
دیوانِ حیرتؔ	سید ابوالحسن حیرتؔ

مرتبہ
افسر صدیقی امروہوی

اب تک حسب ذیل مخطوطات پر نوٹ مع حواشی شائع کئے جا چکے ہیں۔

۱۔ مثنوی اسرار محبت	محبت بریلوی
۲۔ مثنوی محیط الحقائق	رام حبس محیط
۳۔ وصیت نامہ	
۴۔ دیوان حقیقت	شاہ حسین حقیقت
۵۔ مثنوی بحر الفت	واجد علی شاہ اختر
۶۔ قصہ حضرت سلیمان و بلقیس	اعز الدین نامی
۷۔ دیوان عیشی	طالب علی خان عیشی

مجموعۂ حکایات

سائز، ۲ × ۵ صفحات (۱۳۲) سطور (۱۳) تاریخ وسن کتابت، صفر ۱۲۶۷ھ مطابق ۱۲ دسمبر ۱۸۵۰ء

یہ کتاب نثر میں ہے اور دو حصوں میں تقسیم ہے پہلے حصّے میں ۶۰ نتیجہ خیز و اخلاق آموز نقلیں ہیں یہ حصہ ۷۵ صفحات میں ہے۔ دوسرے حصّے میں چار حکایات علیہ ہیں ان میں سے بعض کا تعلق رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات سے ہے اور بعض کا حضرت حسن بصری جیسے اکابر کے اقوال و نصائح سے ہے۔ اس حصّے کے صفحات کی تعداد (۵۵) ہے دونوں حصوں کے درمیان تین صفحات سادہ ہیں ان سادہ صفحات میں سے ایک صفحہ پر یہ عبارت تحریر ہے

برادرم شمس الدین وزین العابدین از جانب شاہ شرف الدین یحیٰ منیری معلوم

نمائید کہ اگر کسے بامید خوشنویسی قلمی تا چہل بار بلا ناغہ بنویسد البتہ بمراد خود برسد اگر نہ رسد

فراد (غالباً فرد) روز قیامت دامنگیر ما باشد۔"

یہ مجموعہ حکایات کس کی تصنیف ہے اس بارے میں یقین کے ساتھ کچھ نہیں بتایا جا سکتا زیادہ سے زیادہ زمانۂ تصنیف کا تعین کرنے کے لئے مندرجہ بالا فارسی عبارت سے کسی حد تک مدد مل سکتی ہے وہ اس طرح کہ لکھنے والے نے دو بھائیوں شمس الدین وزین العابدین کے حوالے سے شاہ شرف الدین یحیٰ منیری کا قول درج کیا ہے شاہ شرف الدین یحیٰ منیری کا زمانہ (سن وفات ۷۸۲ھ) ہے اس لئے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ یہ مجموعہ حکایات شاید نویں صدی ہجری کا ہو اگرچہ زبان بعد کی معلوم ہوتی ہے۔

آغاز:۔ "پہلی نقل" کے عنوان کے بعد بسم اللہ لکھ کر لکھا ہے۔

دو عورت ایک بچے کے واسطے آپس میں جھگڑتے تھے اور کوئی شاہد اپنے تیقنے کا نہیں رکھتے تھے آخر وے دونوں قاضی کے پاس جا کر انصاف اور داد چاہے قاضی ان دونوں کی بات چیت سن کر جلاد کو حکم کیا اس بچے کو دو ٹکڑے کر اور دونوں کو دے جب یہ بات وہ دونوں سنے تب ایک خاموش رہی دوسری شور و غوغا کرنے لگی کہ اے قاضی خدا کے واسطے اس بچے کو دو ٹکڑے مت کر یہ عورت مجھ پر ظلم کرتی ہے، میں انصاف کے لئے تجھ پاس آئی ہوں۔ اگر ایسا انصاف ہے تو میں بچے کو نہیں چاہتی ہوں۔ قاضی یہ بات سنتے ہی یقین جانا کہ اس بچے کی ماں یہی ہے جو فریاد کرتی ہے۔ بعد بچے کو اس کے حوالے کیا اور دوسری کو تازیانے مار کر نکال دیا۔

اختتام:۔ دوسرے حصّے کی آخری حکایت کا اختصار یہ ہے کہ ایک جادوگر نے ایک بادشاہ مستی یوسف سے ایک غلام مانگا تاکہ اسے اپنا علم سکھلائے۔ وہ غلام ایک زاہد کا ہمنشین تھا اس لئے جادوگر کے پاس جانے میں اکثر دیر ہوتی تھی۔ جادوگر نے غلام کو مارا۔ غلام نے اس سختی کا حال زاہد سے کہا تو اس نے سمجھایا کہ اگر تجھے دیر ہو تو جادوگر سے کہنا کہ گھر پر کام تھا اور گھر کہنا کہ جادوگر کے یہاں دیر ہو گئی۔

ایک روز غلام کو راستے میں ایک سانپ ملا۔ اس نے دو کنکریاں اٹھائیں اور کہا اے خدا اگر ساحر کا حکم زاہد کے حکم سے تیرے نزدیک بہتر ہے تو اس سانپ کو مار دے لیکن اس کنکر کا کچھ اثر نہ ہوا پھر اس نے کہا کہ اے خدا اگر حکم زاہد کا ساحر سے بہتر ہے تو یہ سانپ مر جائے اس سنگریزے سے وہ سانپ مر گیا غلام نے یہ تمام کیفیت زاہد سے بیان کی زاہد نے کہا کہ تو صاحب کرامت ہو گیا خدا نے زاہد کی دعا سے غلام کو ایسی کرامت عطا کی کہ اس دعا سے اندھے لوگوں کی آنکھیں اچھی ہونے لگیں اس بادشاہ کا ایک وزیر اندھا تھا اس نے غلام کی شہرت سن کر اس سے کہا کہ اگر تو میری آنکھیں اچھی کر دے تو بہت مال و دولت دوں گا انجام کار غلام کی دعا سے وزیر کی آنکھیں اچھی ہو گئیں اور وزیر نے خدا پرستی اختیار کی۔ ایک روز بادشاہ نے جو خدائی دعویٰ کرتا تھا۔ وزیر سے کہا کہ تیری آنکھیں کس نے اچھی کر دیں اس نے جواب دیا کہ اس خدا نے جو تیرا اور میرا خالق ہے۔ اس پر بادشاہ نے غضب ناک ہو کر اول وزیر کو پھر زاہد کو آرے سے چروا دیا اور غلام کو مختلف طریقوں سے مار ڈالنے کی کوشش کی مگر وہ ہر مرتبہ زندہ و سلامت بچ گیا۔ آخری الفاظ یہ ہیں۔

جان اے عزیز سالکانِ راہِ یقین دینِ حق کے واسطے کیسی کیسی رنج و محنت و مشقت
اپنے اوپر گوارا رکھتے تھے چاہیئے کہ ہر مومن، دین داری میں اسی طور سے ثابت قدم
رہے اور خدائے مہربان تمام مسلمانان کتیں توفیق علم کے عمل کی دیوے۔

آمین ثم آمین

ترقیمہ: تمت تمام شد کار من نظام شد۔ بتاریخ ہفتم صفر المظفر ۱۲۶۷ھ نبوی دوازدہم دسمبر ۱۸۵۰ء عیسوی

دیوانِ عیش دہلوی

سائز ۸×۱۳ صفحات ۱۴۴ سطور رباعیات میں ۱۴، باقی صفحات میں ۱۲، کاغذ دبیز۔ خط نستعلیق

اس دیوان کے مصنف حکیم آغا جان عیش وہ بزرگ ہیں جو مرزا غالب کے مدمقابل ہونے کے دعویدار تھے، یہ قطعہ انہیں کا ہے ؎

اگر اپنا کہا تم آپ ہی سمجھے تو کیا سمجھے — مزا کہنے کا جب ہے اک کہے اور دوسرا سمجھے
کلامِ میر سمجھے اور زبانِ میرزا سمجھے — مگر ان کا کہا یہ آپ سمجھیں یا خدا سمجھے

دیوانِ عیش کی ترتیب ان کے ایک شاگرد غمگین کی رہینِ منت ہے جس کا ذکر انھوں نے اپنے دیوان میں کیا ہے

حالاتِ مصنف:۔ عیش کے والد کا نام حکیم عیشی جان اور دادا کا نام حکیم خواجہ عبدالشکور تھا۔ ان کا خاندان بخارا سے کشمیر اور کشمیر سے دہلی منتقل ہوا سنی المذہب تھے۔ صبح کے وقت مطب کرتے تھے باقی دن یادِ الٰہی میں گزرتا تھا۔ نواب صاحب جھجر کے برائے نام ملازم تھے۔ دہلی کے قلعہ معلیٰ

سے بھی تعلق تھا۔ شاہ رخ میرزا اور مرزا فرخندہ شاہ کی سرکار سے وابستہ رہے تھے۔ یہ آخر میں شاہی طبیب ہوگئے تھے۔ بیعت حضرت غلام محمد شاہ سے تھی۔

عیش کے وفات میں اختلاف ہے آزاد لکھتے ہیں کہ ۱۸۵۷ء کے غدر کے چند روز بعد دہلی سے انتقال کیا (آب حیات صہ ۴۶۳) اور مرزا فرحت اللہ بیگ نے عیش کی پوتی کے حوالے سے لکھا ہے کہ ۹۸ سال کی عمر پاکر ۱۲۹۲ھ میں وفات پائی (اردو۔ اکتوبر ۱۹۲۹ء) لیکن تذکرۂ سخن شعرا کے صفحہ ۳۲۹ کے حاشیہ پر تاریخ وفات ۱۱ جمادی الاول ۱۲۹۱ھ روز جمعہ درج ہے اور "سرگروہ ملک سخن" اس واقعہ کا مادۂ تاریخ بھی دیا ہے۔ ہمارے خیال میں یہی صحیح ہے۔

حکیم صاحب کو فن شعر میں رحمت اللہ مجرم اکبرآبادی سے تلمذ تھا جو میر محمدی بیدار اکبرآبادی کے شاگرد اور سلسلہ میر درد و میر اثر کے ایک شاعر تھے۔ چناں چہ خود کہتے ہیں۔

مجرم کا ہیں شاگرد، وہ بیدار کے شاگرد ہے عیش سلسلہ مرا یوں درد و اثر تک

عیش نے دو دیوان اردو یادگار چھوڑے دونوں کی نقلیں مرزا فرحت اللہ بیگ کے پاس تھیں زیر نظر مخطوطہ دیوان اول کا ہے اس میں ۱۲۷۱ھ کے بعد کا کوئی کلام نہیں ہے۔ آخری مادۂ تاریخ وفات ذوق کا ہے جو ۱۲۷۱ھ میں واقع ہوئی

آغاز:۔ اس دیوان کی پہلی پانچ شعر کی غزل یہ ہے۔

صبح دم گھر سے وہ ٹکڑا جو قمر کا نکلا کانپتا شرق سے خورشید سحر کا نکلا

بھولا کہتے نہیں اس کو کہ مثل ہے مشہور شام کو آئے اگر کوئی سحر کا نکلا

ابر تر ہو گیا بس سنتے ہی پانی پانی کچھ نہ جو مرے دیدۂ تر کا نکلا

ساتھ اغیار کو لے کے پھرا کون بھلا یہ سراپے کدھر سے، کہو، شر کا نکلا

پھر رہا ڈر تجھے کس بات کا اے عیش بتا دل سے دھڑکا جو ترے نفع و ضرر کا نکلا

صفحہ اول سے صفحہ ۷۵ تک مکمل دیا مکمل ردیف وار غزلیں ہیں جن کی تعداد ۲۱۰ ہے اس کے بعد ۱۳ رباعیات ہیں جن میں دو قطعے اور ایک مستزاد بھی شامل ہے پھر ۱۳ قطعات تاریخ وفات درج کئے ہیں ان قطعات میں میر نظام الدین ممنون اور محمد ابراہیم ذوق کے قطعات بھی ہیں۔ اس کے بعد پانچ فارسی ابیات کی تضمینیں ہیں جن کے خاتمے پر اہم پہیلیاں بجھا شاکی ہیں۔ نمونہ کے لئے پرچھائیں کی پہیلی دیکھئے ۔

اک ناری کا میلو رنگ لگی رہے وہ پیا کے سنگ

اجیارے میں سنگ پرا ہے ۔ اندھیارے میں چھوڑ کے بھاجے

اب مخمسات کا دور شروع ہوتا ہے یہ فارسی کی دو غزلیں ہیں ایک حضرت جنید بغدادی کی اور ایک حاجی جان محمد قدسی کی جن کو تضمین کیا گیا ہے مخمسات کے بعد ایک قصیدہ نعتیہ ہے اور ۱۲ قصیدے سراج الدین بہادر شاہ ظفر خاتم سلاطین مغلیہ کی تعریف میں ہیں۔ یہ قصیدے کافی طویل ہیں خصوصاً چوتھا قصیدہ جو تہنیت جشن میں پیش کیا گیا ہے (۱۲۶) اشعار میں ختم ہوا ہے۔

اختتام:۔ آخری قصیدے کے چار آخری اشعار یہ ہیں ۔

الٰہی رہوے جہاں میں یہ جب تک جاری | زمین کی سطح پر آب جمن اور آب گنگ
شگفتہ رہے سر شاخ غنچہ جب تک اور | ترانہ سنج رہیں بلبلانِ خوش آہنگ
رہے یہ زیرنگیں تیرے ہند سے تا چین | بس اور چین سے تا روم و روم سے تا زنگ

غرض دعا ہے یہی عیشؔ کی شہا کہ مدام
قدم سے تیرے رہے زیب و زینت اورنگ

کوئی ترقیمہ موجود نہیں ہے جس سے سن کتابت اور کاتب کا پتا چل سکتا۔

چار گلشن غوثیہ

سائز ۷ ۱/۲ × ۵ صفحات (۲۸) سطور (۱۵) سن تصنیف ۱۲۷۰ھ سن کتابت ۱۲۷۰ھ

مصنف نے اس کتاب میں شیخ عبد القادر جیلانیؒ کے حالات معتبر کتابوں سے اخذ کر کے لکھے ہیں۔ اس کے چار باب ہیں اور ہر باب کو گلشن قرار دیا ہے پہلے گلشن میں حسب و نسب اور ولادت کا بیان ہے دوسرے گلشن میں تحصیل علم کا ذکر ہے تیسرے گلشن میں تصرفات و خرق عادات، اور چوتھے گلشن میں وفات کی تفصیل دی ہے۔ کتابت میں املائی نمایاں غلطیاں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کو زبان پر زیادہ عبور نہ تھا۔ یہ مخطوطہ خود مصنف کے قلم کا لکھا ہوا ہے اس کے صفحۂ اول میں محاورے کو مہاورے اور کثیف کو کسیف تحریر کیا ہے۔

حالات مصنف: اس کتاب کے مصنف شیخ احمد ولد محمد علی ابن عبد اللہ صدیقی ہیں وہ حسرتؔ تخلص کرتے تھے وطن قمر نگر المعروف کرنول تھا مگر حیدرآباد چلے آئے تھے

حسرت بڑے پرگو اور کثیر الکلام شاعر تھے انہیں شاعری میں حافظ شمس الدین فیضؔ سے تلمذ تھا خود کہتے ہیں ؎

میں تو کیا حسرتؔ جہاں ہے فیض ہی سے فیض یاب | آپ کا انعام عالمگیر ہے صلّ علیٰ

نظم میں گلدستۂ قصائد نعتیہ دو دیوان عاشقانہ (تصوف و عرفان) مجموعہ مناقب۔ مجموعہ مراثی۔ چار گل جس میں خلفائے راشدین کا حال ہے اور مثنوی رنگین سخن بر جواب بدر منیر دیے نظیر یادگار ہیں۔

نثر میں چار باغ احمدی ۔ چار چمن شہادت ۔ چار گلشن غوثیہ کے سوا مقراض الاعراض، ذوق الامراض ۔ عدو الامراض اور ردّ الامراض چار کتابیں طب کی بھی تصنیف کی تھیں ۔ تسہیل اللغات اور مسالک السالکین کے مصنف بھی ہیں۔ آخر الذکر کتاب کا مخطوطہ انجمن کے کتب خانہ خاص میں موجود ہے۔

۲۵ شعبان المعظم سنہ ۱۲۷۰ھ کو نماز عشا ادا کر رہے تھے کہ ایک رکعت کے قاعدے میں روح جسد عنصری سے پرواز کر گئی اس وقت آپ کی عمر ۹۹ سال تھی۔ ان کے بڑے لڑکے جان محمد سنّی نے "سند مقامش محفل پاک محمد مصطفےٰ" سے تاریخ نکالی حسرت کے تین لڑکے تھے بڑے جان محمد سنّی دکن کے مشہور صاحب دیوان نعت گو متوفی ۴ ربیع الاوّل سنہ ۱۲۸۵ھ منجھلے سلطان محی الدین مسکّم اور چھوٹے محمد عبدالرحیم حنفی صاحب دیوان مطبوعہ۔ تینوں بزرگ صاحب علم و عمل گزرے

آغاز:۔ "یا فتاح" "چار گلشن غوثیہ" اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو ایک ایک سطر میں لکھنے کے بعد آغاز کتاب اس طرح ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ جاننا چاہیئے کہ یہ فقیر حقیر اضعف من عباد اللہ الصمد شیخ احمد متخلص بحسرت ولد محمد علی بن عبد الصالح صدیقی یَغْفِرُ اللّٰہُ تعالےٰ ذُنُوْبَہُمْ نے آگے اس سے "چار باغ احمدی" کہ جس میں مولود شریف احوال سید عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان ہے بموجب خواہش فرزندان ارادت مند ہندی محاورے میں تصنیف کی جب لڑکوں نے اس کے مطالعہ سے سعادت پائی تو کہا کہ اگر آپ اسی طرح احوال حضرت پیر دستگیر غوث الاعظم قدس اللہ تعالےٰ سرہ العزیز ہندی محاورے میں تحریر فرما دیں تو حصول سعادت دارین سے خالی نہیں ہے یہ کیفیت بھی سمجھا یقین ہے حقیقت روح؛ در تولد اور تحصیل علوم دینی اور کشف و کرامات اور سال وفات حضرت غوث الثقلین معتبر کتابوں سے بطریق مختصر انتخاب کر کے چار گلشن غوثیہ نام رکھا۔"

چار گلشنوں کا تعارف کرانے کے بعد ہر گلشن کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور ہر گلشن کے اختتام پر اپنے تصنیف کئے ہوئے چند شعر درج کئے ہیں۔ پہلے گلشن کے آخر میں ہے۔

نکل کر گلشن اوّل سے حسرت — جناب غوث پر تو بھیج رحمت
چل آگے گلشنِ علم یقین ہے — کہ جس کا باغبان غوث مبین ہے

دوسرے گلشن کے خاتمہ پر ہے۔

ادب سے دست بستہ ہو کے حسرت — جناب غوث پر تو بھیج رحمت
نظر کی تو نے اس گلشن پہ بالخیر — اب آگے گلشنِ سیوم کی ہے سیر
شگفتہ تر ہے بستانِ ریاضت — گلوں سے اس کے لے بوئے کرامت

تیسرے گلشن کے آخر میں ہے

ادب سے دست بستہ ہو کے حسرت — جناب غوث پہ تو بھیج رحمت
اب اس گلشن سے لے حسرت نکل تو — ادب سے گلشن آخر میں چل تو
یہاں کی سیر کب ہوتی ہے ساری — رواں کر اس طرف اپنی عماری
بھروسہ زندگی کا کچھ نہیں ہے — یہ جاں یک دن کہیں یک دن کہیں ہے

اختتام:۔ چوتھے گلشن کے آخر میں جو ابیات ہیں ان سے سن تصنیف برآمد ہوتا ہے

"جاننا چاہیئے کہ اگر جناب غوث الاعظم اور ان کے فرزندوں کے فضائل اور کمالات بیان

رہے تو چند کتاب متعدد تحریر پا دیں لتیسیر احاطۂ قلم میں نہ آدیں. جب حضرت پیر دستگیر
قدس اللہ تعالےٰ سرہ العزیز کا مختصر احوال لکھ چکا تو سال تاریخ کا فکر دامن گیر
طبع ہوا ؎

ہو چکا جب ذکر غوثِ پاک تن ــــ تب ندا آئی یہی ہو اس کا سن
یہاں سرِ چشم ارادت چاہیئے ــــ کھُل گیا کشف و کرامت کا چمن

چشم ارادت کا سرِ ج ہے اسکی تین عدد دوسرے مصرعہ کے اعداد (۱۲۶۷) میں جمع کرنے سے ۱۲۷۰ھ سن تصنیف حاصل ہوتا ہے۔

ترقیمہ :۔ تمت الکتاب بعون الملک الوہاب بتاریخ بیستم شہر صفر المظفر ۱۲۷۰ ہجری
بدست فقیر حقیر شیخ احمد حسرت ساکن قمر نگر عرف کرنول"

دیوان اوج

سائز ۹×۶ صفحات (۲۰) سطور (۱۴) سن تصنیف + سن کتابت ۱۸۲۹ء

یہ مختصر دیوان جس میں صرف ۴۸ غزلیں، رباعیاں اور ۴ مختلف ابیات ہیں اوج تخلص کے کسی شاعر کی تصنیف ہے۔ ردیف الف کے بعد ڈیڑھ صفحہ سادہ چھوڑا گیا ہے اسی طرح خ، د، ق، ل، م، و، ہ کی ردیفوں کے بعد بھی جگہ چھوڑی ہوئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید یہ نسخہ مصنف کے اپنے قلم کا ہے۔ چھوڑی ہوئی جگہ غالباً غزلیات کے اضافہ کے لئے تھی جو عمل میں نہ آ سکا۔ تخلص ہر غزل میں سرخی سے لکھا گیا ہے

اوج کون ہیں اور ان کا وطن کیا ہے اس بارے میں دیوان قطعی خاموش ہے عام طور پر شعراً کہیں نہ کہیں ایسے اشارے کر جایا کرتے ہیں جن سے ان کے سوانح حیات کی ترتیب میں مدد مل جاتی ہے لیکن اوج کے پورے دیوان میں ایک مصرع بھی اس نوع کا نہیں پایا گیا البتہ مندرجہ ذیل اشعار سے صرف اتنا پتا چلتا ہے کہ گو وہ مصحفی و انشا کے معاصر نہ ہوں لیکن ان کی شاعری کی ابتدا ان متقدمین کے عہد سے ضرور تعلق رکھتی ہے دولت بجائے بدولت اور تردار بجائے تلوار متاخرین کے کلام میں موجود نہیں ہے لیکن اوج نے ان الفاظ کو بے تکلفی کے ساتھ نظم کیا ہے ؎

تردار جو کھینچی کفِ قاتل میں لگی چوٹ ــــ زخمی نہ ہوا دل پہ مرے دل میں لگی چوٹ

ہیں ہم جو گلا دھرتے ہیں اس دھار کے آگے ــــ رستم بھی نہ ٹھہرے تری تردار کے آگے

مری آہوں کی بیلوں میں سموم عشق کی دولت　　　لدے ہیں پھول شعلوں کے شراروں کی لگیں پھلیاں

کب کی جگہ کد جوانشا کے کلام میں موجود ہے اوج کے یہاں بھی ہے بدمزاج اور صدمزاج والی غزل میں یہ شعر ہے ؎

ابتدائے عشق ہی سے حال اپنا ہے کدھب　　　اس مرض سے اوج تیرا آہ سنبھلا کد مزاج

یہ مثالیں اس بات کی دلیل ہیں کہ اوج کا زمانہ گزشتہ صدی ہجری کے اوائل کا نہیں تو وسط کا ضرور ہے سن کتابت بھی اسی مخطوطے کا ۱۸۲۹ء ہے۔ جو ۱۲۴۵ھ سے مطابقت رکھتا ہے

خمخانہ جاوید کی جلد اول اور سخن شعرا میں اوج تخلص کے تیرہ شاعر درج ہوئے ہیں۔

۱۔ منشی عبداللہ خاں اوج ساکن سردھنہ وفات ۱۲۷۰ھ (خمخانہ و سخن شعرا)

۲۔ میر محمود جان اوج دہلوی ہم عصر بہادر شاہ ثانی (خمخانہ)

۳۔ مرزا جعفر بیگ اوج ساکن بلاد شرقیہ (خمخانہ)

۴۔ قاضی عنایت حسین خاں اوج غازی پور (سخن شعرا)

۵۔ مرزا علی حسین اوج لکھنوی شاگرد آتش (سخن شعرا)

۶۔ مولوی امام الدین اوج پھانوی شاگرد ناشور علی خان (سخن شعرا)

۷۔ محمود خان اوج لکھنوی شاگرد علی اوسط رشک لکھنوی (سخن شعرا)

۸۔ اشرف علی خاں اوج لکھنوی شاگرد آغا حجو شرف (خمخانہ)

۹۔ مرزا محمد حسین اوج لکھنوی شاگرد حسین مرزا عشق لکھنوی (خمخانہ)

۱۰۔ سید عابد حسین اوج رام پوری خلف و شاگرد سید احمد علی رسا (خمخانہ)

۱۱۔ شیخ عبدالکریم اوج میرٹھی وفات ۱۲۹۱ھ (سخن شعرا)

۱۲۔ مرزا محمد جعفر اوج خلف و شاگرد مرزا دبیر لکھنوی (خمخانہ)

۱۳۔ محمد یعقوب اوج گیاوی (خمخانہ)

ان میں سے آخر کے ۹ شاعر تو خارج از بحث ہیں کیوں کہ یہ تمام یقیناً متاخرین میں شامل ہیں مرزا جعفر بیگ درج نمبر ۳ اور قاضی عنایت حسین خاں نمبر ۴ کا زمانہ اگرچہ متعین نہیں لیکن ان کے منتخب اشعار جو تذکروں میں درج ہوئے ہیں زبان کے اعتبار سے انہیں بھی متاخرین کی صف میں شامل کرتے ہیں صرف مولوی عبداللہ خاں اوج اور میر محمود جان اوج باقی رہ جاتے ہیں۔ میر محمود جان ایک غیر معروف شاعر ہیں اور صاحب دیوان بھی نہیں اس لئے زیر نظر دیوان مولوی عبداللہ خاں کا ہی ہو سکتا ہے جن کے آٹھ دیوان مشہور ہیں مگر نایاب ہیں۔ اس دیوان کو عبداللہ خاں اوج کا دیوان تصور کرنے کے دو اور اسباب بھی ہیں

۱۔ صفحہ سات پر ایک غزل ہے جس کے ساتھ سرخی سے لکھا گیا ہے "غزل بطرز صاحب" یہ صاحب اوج کے ہم عصر مظفر الدولہ ممتاز الملک نواب ظفریاب خاں معلوم ہوتے ہیں جو شاہ نصیر کے شاگرد تھے اور بہنگام قیام دہلی بزم مشاعرہ منعقد کرتے تھے

۲۔ عبد اللہ خاں اوج بقول صاحب تذکرہ خمخانہ جاوید مشکل اور سنگلاخ زمینوں میں زور طبع دکھاتے ہیں اس دیوان میں بھی متعدد ایسی غزلیں موجود ہیں۔ چند مطلع یہ ہیں۔

پی مے شنجرف گوں، ہوگی نہ بیتابی ہوا　　لاجوردی ابر ہے آج اور سیمابی ہوا

بلا کے زہر سے اے عشق تیغ یاس بجھا　　اور اس کے آب سے زخم جگر کی پیاس بجھا

ہیں اس کی نگہ سے یہ دل زار میں سوراخ　　جوں خانۂ زنبور عسل دار میں سوراخ

بن ترے اے رشک گل رخساروں پہ لوٹا رات بھر　　تارے میں گن گن کے انگاروں پہ لوٹا رات بھر

کھیتیاں دل کی نہ کرتے ہوئے پامال چلو　　چیونٹی کو بھی نہ دکھ جس میں ہو وہ چال چلو

بنے اسپند جس کے روئے آتشناک پر مکھی　　وہ کوئی بیٹھنے دیتا ہے اپنی ناک پر مکھی

حالات مصنف:۔ منشی عبد اللہ خاں سردھنہ ضلع میرٹھ کے باشندے تھے مگر دہلی میں رہا کرتے تھے۔ اگرچہ علمی استعداد کچھ زیادہ نہ تھی لیکن طبیعت میں رسائی اور فکر میں خداداد تیزی تھی۔ عارضۂ خلل دماغ میں مبتلا تھے اکثر شعرائے مشاہیر مثلاً ذوق، مومن، غالب، آزردہ، وغیرہ جو ان کے ہمعصر تھے مزاحاً ان کو استاد کہا کرتے تھے۔ مرزا مستگر محزون نبیرہ شاہ عالم کے استاد بھی تھے اور ملازم بھی ۱۲۷۰ھ میں انتقال کیا (خمخانہ جاوید جلد اول)

آغاز:۔ اس دیوان میں حمد و نعت کی کوئی غزل نہیں ہے پہلی ہی غزل عاشقانہ ہے جو اس طرح شروع ہوئی ہے ؎

ہے تجھ میں جلوہ نام خدا شمع طور کا　　پروانہ کیوں نہ دل ہو یہاں ماہ و ہور کا

اس غزل کا مقطع یہ ہے ؎

ہنس ہنس وہ ماورات یہ کہتا تھا اوج سے　　لاؤ نہ ہم بھی دیکھیں تو دیوان حضور کا

اختتام:۔ ساتویں رباعی اور اس کے بعد کے تین مطلع یہ ہیں ؎

رباعی:۔　جو رنگ اے غافل کردار فانی ہے حباب　　غفلت میں نہ ڈوب، زندگانی ہے حباب

جوں برق نہ ہنس ابر سا رو عصیاں دھو　　دنیا کا غم اور شادمانی ہے حباب

مختلف مطلع ؎

تا ترا خنجر مژگاں نہ کرے حلق بُری　　　میری آنکھوں میں نظر آتی ہے سب خلق بُری

تیرھواں ہو کے جو رکھا چودھویں میں پانو ہے　　　اٹھتی کونپل سے تری طولی کی دبتی چھانو ہے

جب اس لعل مسی آلود کا بوسہ لیا میں نے　　　تو تاریکی سے آب خضر یہ گویا پیا میں نے

ترقیمہ :- تمام شد نہم محرم ۱۸۲۹ ؁ انداز تحریر کی یہ ندرت دیکھنے کے قابل ہے کہ تاریخ وماہ ہجری ہے اور سن عیسوی۔

دیوان حیرت

سائز ۷×۵ صفحات (۱۰۷) سطور (۹) سن تصنیف وکتابت

یہ دیوان نستعلیق خط میں لکھا گیا ہے املا کی غلطیاں کافی ہیں صفحہ ۶۶ میں حسب حلیت کو حسب حلیت صفحہ ۶۸ میں نچھتر کو بچھتر اور صفحہ ۸۸ میں مغزاں کو بفت خاں تحریر کیا ہے اس قبیل کی اور غلطیاں بھی ہیں۔

حالات مصنف :- حیرت کا نام سید ابوالحسن تھا اور وہ میر شاہ حسین حقیقت سے تلمذ رکھتے تھے دگلزار اعظم صفحہ ۱۰۲، یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کہاں کے باشندے تھے البتہ ان کا قیام چِنّی (مدراس) میں تھا جس کا ثبوت اس شعر سے ملتا ہے ؎

چِنّی تو نہیں بہشت ہے مرے پاس قحط کے بیچ　　　کھانا نہ ملے یہاں تو پانی نہ پیوں، میں بھی یکدم

وہ حقیقہ کی شاگردی کا اعتراف ان الفاظ میں کرتے ہیں ؎

میں نے تو حقیقت سا نہ دیکھا کوئی حیرت　　　شاعر کوئی جرأت سے غزل خواں کی سوگند

شاعرانہ تعلی جو متقدمین کے ضمیر میں داخل تھی حیرت کے ہاں بھی پوری آن بان کے ساتھ نظر آتی ہے ؎

کیا شعر سناؤں میں ہمدم تجھے سوزاں کے　　　جرأت کے سوا گھر میں دیوان نہیں باقی

ایک اور سنا تو ہی یاروں کو غزل حیرت　　　سودا نہیں گو قائم، حیراں نہیں باقی

سوزاں سے مراد غالباً شیخ شمس الدین دہلوی مراد ہیں جو میر سوز کے شاگرد تھے۔ سودا اور قائم مشہور شعرا ہیں۔ حیراں میر حیدر علی کا تخلص تھا جو

سروپ سنگھ دیوآنہ کے شاگرد اور ان کے ہمعصر تھے ایک شعر میں کرناٹکی زبان پر بھی طنز کر گئے ہیں ؎

کرناٹکی شعروں کو جاناں نہ پڑھا کیجئے　　　اشعار کو حیرت کے حیرت سے سنا کیجئے

حیرت گزشتہ صدی ہجری کے وسط تک حیات تھے کیوں کہ اس دیوان میں ایک قصیدہ ہے جو نواب عظیم الدولہ والی کرناٹک خلف فخر الامراء کی وفات حسرت آیات اور نواب اعظم جاہ کی مسند نشینی کے سلسلہ میں کہا گیا ہے اس قصیدے کے ایک شعر میں سن وفات کا اظہار بھی کیا ہے۔ وہ شعر یہ ہے ؎

سال رحلت جو مصر میں نے جو پوچھا اس کا　　　اک جہاں آج ہے مغموم کہا ہاتف نے

اک جہاں آج ہے مغموم سے ۱۲۲۵ھ برآمد ہوتے ہیں۔

آغاز: ۔ اس دیوان کا آغاز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد اس غزل سے ہوتا ہے۔

کیا یہ دیوان مشکل آئینہ پریجن نہ بنا　　　جس نے دیکھا اس کو حیرت بس وہ دیوانہ بنا

ردیف الف کی صرف چھ غزلیں ہیں۔ ب کی دو اور ت کی ایک غزل ہے۔ ج اور ح کی کوئی غزل نہیں ہے اسی طرح ذ، ز، س، ص، ض، ظ، ع، غ، ک، یہ ردیفیں بھی غزلوں سے محروم ہیں۔

ر کی ردیف میں (۹) شعر کی ایک غزل ہے جس کا مطلع ہے ؎

کج ادائی نہ کر خدا سے ڈر　　　بیوفائی نہ کر خدا سے ڈر

یہ غزل ولی دکنی کی غزل کا چربہ ہے جس کے "سوں" کو "سے" سے تبدیل کر لیا گیا ہے۔ مطلع کے علاوہ مندرجہ ذیل مصرع بھی وہی ہیں جو ولی کے ہاں موجود ہیں۔ فرق صرف سے اور سوں کا ہے۔

ع خود نمائی نہ کر خدا سے ڈر

ع آشنائی نہ کر خدا سے ڈر

مقطع میں قافیہ عجیب طرح استعمال کیا ہے ؎

دل کو آئنہ کر، صاف رہ حیرت　　　رکھ کدورت نہ، خدا سے ڈر

ل کی ردیف میں آٹھ غزلیں لکھی ہیں اور ان کا عنوان "رشک بہشت بہشت" قائم کیا ہے ان غزلوں کے اشعار کی مجموعی تعداد (۹۰) ہے۔ پہلی غزل کا مطلع یہ ہے ؎

مانگا چمن میں اس سے جو میں نے گلاب پھل　　　تو کھینچ مارا تاڑ کا ہو، پر عتاب پھل

(۴۴۷) اشعار کی کل (۷۴) غزلوں کے بعد تین متفرق مطلع درج ہیں پھر ۱۵ رباعیاں ہیں ان رباعیوں میں دو فارسی کی رباعیاں شامل ہیں۔ رباعیوں کے بعد ایک ستزاد ہے جس کا ایک شعر تپش کے ذکر میں درج کیا جا چکا ہے۔ پھر (۱۲۴) اشعار کا ایک طویل قطعہ ہے اسی قطعہ میں نواب عظیم الدولہ کی وفات اور نواب اعظم جاہ کی مسند نشینی کا بیان ہے اس طویل قطعہ کے سوا پانچ قطعات اور ہیں، پانچواں قطعہ (۱۱) اشعار کا ہے اور صنعت تلمیع میں ہے جس کا ہر مصرع اول

فارسی اور مصرع دوم اردو ہے۔ یہ قطعہ خواجہ حیدر فرزند کلاں خواجہ عارف خان منجم کی شادی کی تقریب کا ہے جو ۱۲۲۸ھ میں ہوئی تھی۔ آخری شعر میں سن تاریخ کی طرف اشارہ ہے ؎

از قلم بہر سال شادی او — خواجہ حیدر ہوا ہے اب نوشہ
۱۲۲۸ھ

ان قطعات کے بعد حافظ شیرازی کی ایک غزل کی تخمیس ہے جو حقیقت نے صنعت ملمع میں لکھی تھی۔ اب مثنویوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے یہ تعداد میں چار ہیں۔۔۔۔ پہلی مثنوی میں (۴۶) اشعار ہیں اس میں ذوالفقار علی خان صفا لکھنوی کے بھیجے ہوئے مرغوں کی تعریف کی ہے۔ صفا اپنے وقت کے مشہور شاعر تھے میر تقی سے تلمذ تھا لکھنؤ سے حیدر آباد چلے گئے تھے وہیں ۱۲۶۱ھ میں وفات پائی۔ حیرت نے صفا کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے ؎

وہ صفا جس نے مثنوی ہے کہی — نام اس کا ہے ذوالفقار علی
وہ صفا جس کا شعر بے شک و ریب — جوں گہر، آبدار ہے بے عیب
وہ صفا آشنائے بے کینہ — جس کا سینہ ہے شکل آئینہ

دوسری مثنوی ماشس دوال کی شکایت میں ہے اور طوطا رام نام کے ایک پوربیے کی ہجو میں کہی گئی ہے اس مثنوی میں غیر مہذب الفاظ کا استعمال بڑی آزادی سے کیا ہے یہ مثنوی پوری نہیں ہے (۴۴) اشعار کے بعد کا ایک ورق غائب ہے۔ اسی ورق میں یہ مثنوی ختم کر کے تیسری مثنوی شروع کی گئی ہوگی جس کا نام حیرت نے چار باغ رکھا ہے اس کا آخری شعر تاریخ کا حامل ہے

سر گل سے تو چار باغ ملا — تا ہو تاریخ سے فراغ دلا

"چار باغ" کے اعداد (۱۲۰۷) ہوتے ہیں اس میں سر گل (گ) کے اعداد (۲۰) ملانے سے ۱۲۲۷ برآمد ہوتے ہیں۔ آخری مثنوی میں اپنی تنگ دستی اور قرضداری کا رونا رویا ہے اور دستگیر صاحب (عہدہ دار) سے تنخواہ نہ ملنے پر نواب صاحب سے امداد کی درخواست کی ہے ؎

عرض ہے اب جناب عالی سے — جیب خاص اپنے سے دلا دیجئے

آخر میں ۶ نوحے ہیں جن میں مصائب شہدائے کربلا کا ذکر کیا گیا ہے پانچویں نوحے کے مقطع سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا ایک لڑکا بھی تھا جو شاید انہیں کے ساتھ تھا ؎

اور رہیں دونوں سرخ رو، تھامے ہیں رکاب کو — بندہ و بندہ زادہ جو آپ کے ہیں غلام دو

کلیات ولی

اردو کے پہلے صاحب دیوان شاعر ولی گجراتی کا مکمل دیوان جو کئی قلمی نسخوں سے مقابلہ کر کے ڈاکٹر نور الحسن ہاشمی صاحب نے مرتب کیا ہے۔ مع مقدمہ و فرہنگ الفاظ۔ تیسرا ایڈیشن قیمت ۵ روپے

شائع کردہ انجمن ترقی اردو۔ کراچی

معیاری علمی اور ادبی کتابیں

ملنے کا پتہ
اردو اکیڈمی سندھ
بہادر شاہ مارکیٹ
بندر روڈ
کراچی

نئی پرانی قدریں
ڈاکٹر شوکت سبزواری عہد حاضرہ کے اہم اُردو نقادہیں، ان کی تنقیدیں قدیم و جدید ادبی رجحانات کا بہترین امتزاج ہیں، اس مجموعے میں ان کے چودہ گراں قدر مقالے شامل ہیں جن میں ادب کی نئی پرانی قدروں پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے قیمت پانچ روپے

معیارِ ادب
یہ بھی ڈاکٹر شوکت سبزواری کے مقالات کا مجموعہ ہے جس میں تفصیل سے بحث کی گئی ہے کہ ادب کیا ہے اور ادبی معیار کسے کہتے ہیں نظری اور عملی تنقید کا بلند پایہ گنجینہ ہے قیمت ۴ روپے ۵۰ پیسے

لسانی مسائل
قواعد و لسانیات زبان اور رسم الخط اور لفظی تحقیق سے متعلق انیس گراں قدر مقالات کا مجموعہ ہے اردو زبان کے مزاج و منہاج کو سمجھنے کے لئے اس کتاب کا مطالعہ نہایت ضروری ہے قیمت چھ روپے۔

امام الہند (تعمیر افکار)
اس کتاب میں مولانا ابوالکلام آزادؔ کے حسب نسب اور ابتدائی حالات زندگی کی تمام تفصیلات دی گئی ہیں نیز مولانا کے اساتذہ۔ اعزہ اور احباب کا مفصل تذکرہ کیا گیا ہے مولانا آزاد کی ابتدائی زندگی کے بارے میں پہلی جامع کتاب ہے جو مستند ماخذ کی روشنی میں لکھی گئی ہے۔ قیمت ۴ روپے

مجاہد اندلس
علی الجارم بک عربی زبان کے صفِ اول کے مصنفین میں سے ہے "مجاہد اندلس" اس کا شاہ کار ناول ہے جسے مولانا محمد زکریا مائل نے نہایت خوش اسلوبی سے اُردو میں منتقل کیا ہے۔ قیمت ۵ روپے

افعال مرکبّہ
مولانا تمنا عمادی دورِ حاضرہ کے علمائے ادب میں ممتاز مقام و مرتبہ کے مالک ہیں اُردو قواعد پر ان کی نظر بہت گہری ہے، اس کتاب میں انھوں نے قواعد کے ایک نازک پہلو پر یعنی افعال مرکبہ پر جامع بحث کی ہے۔ اردو زبان میں اس موضوع پر یہ پہلی کتاب ہے قیمت دو روپے ۵۰ پیسے

جامِ سرشار
سرشار کا سرمایہ صرف "فسانۂ آزاد" ہی نہیں اس نے اور بھی بہت کچھ لکھا ہے جس میں جام سرشار کو نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ اس دلچسپ ناول کو بدر عالم ریسرچ اسکالر ترقی اُردو بورڈ نے مرتب کیا ہے۔ شروع میں مفصل مقدمہ اور آخر میں طویل فرہنگ شامل کی گئی ہے۔ سرشار کے متعلق چکبست کا معرکہ آرا مضمون بھی شامل ہے۔ قیمت نو روپے

ادب اور تنقید
ڈاکٹر سید شاہ علی استاد شعبۂ اُردو کراچی یونیورسٹی کے تنقیدی اور تحقیقی مقالات کا مجموعہ۔ قیمت ۴ روپے ۵۰ پیسے

ڈاکٹر سید عبد اللہ

اُردو پنجابی کا مسئلہ

میں آج کچھ ایسی باتیں برملا کہنے کے لئے آیا ہوں جن کے متعلق میرے ہم خیال لوگوں نے اب تک مصلحت کی، خاموشی اختیار کئے رکھی۔ اور حافظ کے اس شعر پر عمل کرتے رہے

مصلحت نیست از پردہ بروں افتد راز، ورنہ در محفل رنداں خبرے نیست کہ نیست

اب یہ بات چھپانے کی نہیں رہی۔ کہ بعض دوسرے علاقوں کی دیکھا دیکھی پنجاب میں بھی علاقائیت کی بادِ سموم چلنے لگی ہے اور یہ بات بھی چھپانے کی نہیں رہی۔ کہ علاقائیت کے اس فروغ سے پاکستانی قوم اور ملت کے اکثر افراد کو سخت تشویش ہے۔ اور اگرچہ پنجاب کی اس نوزائیدہ علاقائیت کے خلاف مصلحتاً یا خوفاً مخالفت کی آواز بلند نہیں کی جارہی ہے۔ لیکن پنجاب کے صحیح الخیال اور راسخ العقیدہ لوگ اس علاقائیت کو خطرے کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں۔ اور اپنے طور پر اس علاقہ پرستی اور خطہ پرستی کو نہ صرف پاکستان کے لئے ہلاکت خیز سمجھتے ہیں۔ بلکہ خود پنجاب اور اہل پنجاب کے لئے بھی بے حد نقصان رساں تحریک خیال کرتے ہیں۔

علاقائیت کی اس لہر کی پہلی بڑی علامت بعض حضرات کا زبان کے متعلق بدلا ہوا نظریہ ہے۔ جس کے تحت انگریزی کی سیادت قائم رکھتے ہوئے پنجابی زبان کو تعلیم اور انتظام میں جگہ دینے کے لئے عربی، فارسی، اردو کو نقصان پہنچانے بلکہ ان کو قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا جارہا۔ ملتِ اسلامی کے تہذیبی لسانی تصورات کے علاوہ پاکستان کے مجموعی قومی مسئلہ کی پیچیدگیوں کو بھی نظرانداز کیا جارہا ہے۔ اور پاکستان کی وحدت اور قومیت جیسے اہم مقاصد کو پس پشت پھینک کر علاقے کے لسانی تعصب کو کچھ اس انداز سے ابھارا جارہا ہے۔ کہ وہ پاکستان اور پنجاب کے قومی تصورات سے زیادہ بعض غیر ملکی نظریوں کی پرورش اور تقویت کا ذریعہ بن کر ملک کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کا باعث بن جائے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ اس سے بالآخر پنجاب ہی کو نقصان ہوگا۔ اور مسئلے کا یہی وہ پہلو ہے۔ جس نے مجھ سے تقاضا کیا ہے۔ کہ میں ان مصالح کے باوجود جو ہمارے پیش نظر ہیں۔ اردو، پنجابی کے مسئلے پر نیک دل پنجابیوں سے کھل کر بات کروں۔ تاکہ ان حقیقت منکشف ہو جائے۔ اور وہ غلط فہمیاں بھی رفع ہو جائیں۔ جو اس وقت فضا کو گھیرے ہوئے ہیں اور وہ حقائق بھی سامنے آجائیں

جوہر محب پاکستان، پنجابی کے لئے قابلِ غور اور قابلِ توجہ ہیں۔

یہ تاریخی حقائق ہیں۔ جن کی بڑی تفصیل ہے۔ مگر آج میں اِس تفصیل میں جانے کی گنجائش نہیں رکھتا۔ آج مجھے فقط یہ عرض کرنا ہے۔ کہ ہندوستان اور بعد میں ملتِ پاکستان کی وحدت اور اسلامی نظریات و تصورات کا سب سے بڑا پاسبان علاقہ پنجاب ہی رہا ہے۔ یہ پنجابی ہی تھے۔ جن کی سرزمین میں حضرت داتا گنج بخشؒ نے رُشد و ہدایت کا نور پھیلایا۔ اور ان کے ملک کو اسلامی ہندوستان کا پہلا بڑا دینی اور تہذیبی مرکز بنایا۔ اور عہد بہ عہد خدمات شائستہ انجام دینے کے بعد یہ پنجابی ہی تھے۔ جنہوں نے پاکستان کی عزت پر اپنے لاکھوں سر کٹوا دیئے۔ اسی خطے نے ہندوستان میں مسلمانوں کی الگ قومیت کی تحریک میں سب سے زیادہ حصہ لیا۔ اور سر سید کی زبان سے زندہ دلانِ پنجاب کا خطاب حاصل کیا۔ اسی خطے کے لوگوں نے اردو کو جو صدیوں پہلے انہی کے دریاؤں اور وادیوں کے کناروں پر وجود میں آئی تھی۔ مسلمانانِ ہند کی قومیت کی ملی زبان تسلیم کرتے ہوئے دو صد سال قبل یہ بھی کہا۔ کہ اردو ہمارے لئے اپنی زبان سے بھی زیادہ اپنی زبان ہے۔ ۱۸۸۲ء کے لسانی کمیشن کے روبرو مسلمانانِ پنجاب نے متفقہ طور پر اعلان کیا تھا کہ زبان اردو اور فقط اردو ہے۔ اور یہ بھی کہ اس کے سوا ہم کسی اور زبان کو تعلیم اور سرکار میں کوئی مقام دینے کے حق میں نہیں۔

میں ارضِ پاکستان کے سب خطوں اور علاقوں کے اوصافِ حسنہ اور اخلاق و صفات اور صلاحیتوں کا اپنی اپنی جگہ مداح اور ثناخواں ہوں۔ یعنی سندھیوں، بلوچوں اور پٹھانوں کے اعلیٰ کردار اور غیرت مندی کا بھی اتنا ہی معترف ہوں۔ جتنا پنجابیوں کے کردار کا اور وقت آنے پر میں اس کا بھی تذکرہ کروں گا۔ مگر آج کے موضوع کے پیشِ نظر میں پنجابیوں کا ذکر خاص اسی لئے کر رہا ہوں۔ کہ آج کی گفتگو پنجاب کے ایک داخلی مسئلے کے متعلق ہے۔

میں یہ کہہ رہا تھا۔ کہ ہندوستان میں اردو کا اوّلین خمیر پنجابیوں نے تیار کیا۔ اور پھر جب یہ زبان ہندوستان بھر کے محاورے میں شامل ہو کر ہندوستان گیر زبان بن گئی۔ تو اسے اس کی ہر آزمائش میں سہارا دینے والے بھی پنجابی ہی تھے۔ چنانچہ جب انگریزوں کے زمانے میں ہندوؤں کے ایک حصے نے اور سکھوں کی پوری قوم نے اِسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ تو اس وقت بھی پنجابیوں ہی نے اس کی قومی حیثیت کو اپنی تائید سے محکم کیا اور اس میں اتنا جاندار اور پائیدار ادب پیدا کیا۔ کہ اس کی تاریخ میں پنجاب کے خطے سے ابھرنے والے ادیبوں کے نام بڑے امتیاز کے مالک نظر آتے ہیں۔

ان حالات میں جب آج کوئی پنجابی، اردو کے مقاصد کے خلاف کام کرتا نظر آتا ہے۔ تو اس پر قدرتی طور پر حیرت بھی ہوتی ہے اور رنج بھی۔ کیونکہ اردو کے ساتھ پنجاب کی وابستگی کے برابر ہے۔ اور پنجابیوں کی اردو کے ساتھ سرد مہری "ہو گیا گوشت سے ناخن کا جدا ہو جانا" کے مصداق معلوم ہوتا ہے یہی وجہ ہے۔ کہ آج ہر محبِ وطن پنجابی کے لبوں پر دو سوال بے ساختہ ابھر رہے ہیں۔ اوّل یہ کہ کم و بیش ڈیڑھ سو برس تک اردو کو اپنی زبان اور اپنی خاص زبان، اور ہزار برس تک فارسی، عربی کو بالاتر اہمیت دینے کے بعد آج ان کو کیا ہو گیا ہے۔ کہ وہ دفعتہً اردو کو ٹھکرانے اور اس کے ساتھ عربی، فارسی کو کچل دینے پر اتر آئے ہیں۔ اور دوسرا یہ کہ ۱۸۴۹ء سے لیکر ۱۹۴۷ء تک مسلمانِ پنجاب نے پنجابی کی کبھی حمایت نہ کی۔ اور پاکستان بنتے وقت بھی پنجابی کا مطالبہ نہ کیا۔ تو پاکستان بنتے ہی اچانک

یہ کیا ہوگیا ہے۔ کہ یہ لوگ پنجابی پنجابی پکارنے لگے ہیں۔ ان سوالوں کا کوئی نہ کوئی جواب ہر شخص کے پاس ہے۔ مگر ہر شخص اس سوال کو ٹال رہا ہے۔ مجھے جو بات سوجھتی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ معصوم پنجابیوں کو شاید کچھ لوگ راہِ راست سے ہٹانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور مقامی جذبات کو بڑی چالاکی کے ساتھ لوگوں کے ذہنوں میں داخل کر کے مجموعی قومی تصور کا حلیہ بگاڑنا چاہتے ہیں۔ اور معصوم پنجابی اپنی سادگی سے اس پُرفریب جال میں پھنستے جا رہے ہیں۔ حالانکہ پنجابی اب بھی ملّی تصور زندگی کے سب سے پرجوش داعی ہیں۔

مجھے یہ تسلیم ہے۔ کہ پنجابی زبان کے بعض ایسے خادم بھی ہیں۔ جو نیک نیتی سے اور ایک عرصہ دراز سے پنجابی کی خدمت کر رہے ہیں میں ان لوگوں کی دل سے قدر کرتا ہوں۔ مگر پنجابی کے بعض نئے علمبردار پنجابی کی خدمت کے بہانے سے کچھ اور کیا چاہتے ہیں۔ مگر ان باتوں کو چھیڑنے کا یہ موقع نہیں۔

اب میں پنجابی، اردو کے باہمی تعلق پر نظر ڈالتا ہوں اور اپنے اِس عقیدے کا اعلان کرتا ہوں۔ کہ ہر چند کہ میری نظر میں اردو' پنجابی ہی کی ایک بکھری ہوئی صورت ہے، تاہم اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ پنجاب کے مختلف اضلاع میں پنجابی کی جو مختلف شکلیں نظر آتی ہیں۔ ان کا بھی ایک وجود ہے جن کو زندہ رہنے اور نشوونما پانے کا حق حاصل ہے۔ میں محسوس کرتا ہوں۔ کہ اردو کے پہلو بہ پہلو پنجاب کے یہ مختلف محاورے نہ صرف زندہ رہ سکتے ہیں۔ بلکہ اردو کے لئے تقویت کا باعث ہو سکتے ہیں۔ بشرطیکہ ان محاوروں کی ترقی کی کوشش اردو کے مقام و منصب اور ترقی سے متصادم نہ ہوں۔ یہ میرا پکا عقیدہ ہے۔ کہ اردو والوں میں سے کوئی شخص بھی اس معنی میں پنجابی کا مخالف نہیں۔ کیونکہ اس وقت اردو والے اسی فیصد پنجاب کے رہنے والے ہیں۔ اور انہیں علاقائی زبانوں سے کوئی دشمنی نہیں۔

میرے اس بیان کو سن کر قدرتی طور پر یہ سوال کیا جا سکتا ہے۔ کہ جب عقیدہ یہ ہے۔ تو پھر پنجابی، اردو کا جھگڑا کیوں ہے۔؟ یہ جھگڑا یوں پیدا ہوتا ہے۔ کہ پنجابی کو فروغ دینے کے دعویدار ملک کے لسانی مسئلے کو مسلمانان ہند کی قومی تاریخ کے حقائق اور تقاضوں کے تابع ہو کر نہیں سوچتے۔ اور مسلمانوں کی تمنا یا زبانوں کے حقوق اور تقاضوں کے مابین کوئی سمجھوتہ یا مفاہمت کئے بغیر آگے بڑھنا چاہتے ہیں۔ اور ظاہر ہے۔ کہ مفاہمت کے بغیر یا سی قومی اصول کو مدنظر رکھے بغیر پنجاب کا یا ملک کا لسانی مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ اور اسی غلط روش کے باعث ٹکراؤ پیدا ہو رہا ہے۔

مجھ سے اکثر لوگ یہ پوچھتے ہیں۔ کہ پنجابی کے مدعی ایسا کیوں کرتے ہیں۔ میری سمجھ میں اس کا جواب نہیں آتا۔ اور اگر آتا ہے۔ تو وہ ایسا ہے۔ کہ میں وہ جواب نہیں دے سکتا۔ کیوں کہ اس میں بعض ایسی حقیقتیں ہیں۔ جو تلخ ہیں۔ اور میں پنجابی، اردو کے جھگڑے میں تلخیوں کا زہر ملانا نہیں چاہتا۔

۵۔ گفت گو آئین درویشی نہ بود ورنہ با تو ماجراہا داشتیم

میرے مراسم کی دنیا بہت پھیلی ہوئی ہے۔ گورنر سے لے کر صوفیاں باصفا تک سب میرے دوست ہیں۔ میں محبت اور دوست داری کو زندگی کا کل سرمایہ جانتا ہوں۔ ایسے سوالوں کا جواب دیتے وقت دوستوں کی دل آزردگی لازمی ہے۔ اس لئے میں

پنجابی، اُردو کے جھگڑے میں اُلجھنے سے گریزاں رہا۔ اور اب بھی گریزاں رہنا چاہتا تھا۔ مگر اب احساسِ فرض نے بلایا ہے۔ اس لئے دوستانہ گلے شکوے کے انداز میں کچھ باتیں ضرور کہنا چاہتا ہوں۔ لوگوں کی بدگمانیوں کا تذکرہ کروں تو لوگ تو یہاں تک کہہ رہے ہیں کہ اس علاقائی اور لسانی جھگڑے کو کھڑا کرنے والے لوگ کمیونسٹ ہیں۔ جو بڑی ایمانداری سے تفریق میں عقیدہ رکھتے ہیں۔ پھر لوگوں کا یہ بھی کہنا ہے۔ کہ پنجابی کا جھگڑا اٹھانے والے لوگ بیوروکریسی کے وُہ کل پرزے ہیں۔ جو یورپین ٹائپ اور مشنری اسکولوں سے پڑھ کر آئے ہیں۔ اور اب چاہتے ہیں۔ کہ انگریزی ہی اس ملک کی حاکم زبان بنی رہی۔ انہیں اردو سے یہ خوف ہے۔ کہ اگر وُہ ملک کی دفتری زبان بن گئی۔ تو ان کی صاحبی تو ختم ہو ہی جائے گی۔ اِن کی بے لیاقتی کا بھرم بھی کھل جائے گا۔ لہٰذا اردو کو لسانی محاذ پر کم زور کرنا اور کم زور دکھانا ان کا مشغلہ روز و شب ہے۔ اور یہ بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ کہ پنجابی کو اردو سے بھڑا کر اردو کے سب سے حامی خطہ پنجاب کو اردو کا دشمن بنا دیا جائے۔

معلوم نہیں۔ یہ افواہ ہے یا حقیقت ہے۔ کہ بہت سے کمیونسٹ اور بہت سے بیوروکریٹ اس سازش میں شامل ہیں اور بعض تو گورمکھی رسم الخط کی امرت سری حد تک جا پہنچے ہیں جو یقیناً واہگہ کے اس پار ہے۔ اور اس کا ڈانڈا اسکھستان سے جا ملتا ہے۔ مگر میں ذاتی طور پر بدگمانی اور رنجش کا طریقہ اختیار کرنے کے حق میں نہیں ہوں۔ چنانچہ میں نہ کسی کو کمیونسٹ کہتا ہوں۔ نہ کسی کو بیوروکریسی کا کل پُرزہ۔ مَیں صرف ان دلیلوں کا تجزیہ کرنا مناسب خیال کرتا ہوں۔ جو اُردو کے خلاف اور پنجابی کے حق میں عموماً پیش کی جاتی ہیں۔

یہ مسلم ہے۔ کہ پنجابی والے مادری زبان کی تقدیس کے قائل ہیں۔ مادری زبان کی اہمیت کا ایک خاص حد تک میں بھی قائل ہوں۔ مگر مجھے یہ عرض کرنا ہے۔ کہ

یہ پُرانے مسلمان نہ تو بے وقوف تھے۔ نہ عیار۔ کہ مادری زبان کے معاملے میں ہزار برس تک محض غفلت یا کسی دنیوی مصلحت کے تحت بے اعتنائی کا رویہ اختیار کرتے۔ دراصل وہ زبانوں کے ایک مختلف نظریئے کو مانتے تھے۔ ورنہ تفتازانی کو کیا ضرورت تھی۔ کہ ماوراءالنہر میں بیٹھ کر عربی میں کتابیں لکھیں۔ اور شاہ ولی اللہؒ کو کیا پڑی تھی۔ کہ دلی میں رہ کر عربی، فارسی کو اپنایا۔ یا اقبال کو یہ ضد کیوں تھی۔ کہ پنجابی کو چھوڑ کر اردو اور فارسی کو اپنے خیالات کا ترجمان بنایا۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ یہ بزرگ مادری زبان کو ایک قدرتی افتاد یا مجبوری خیال کرتے تھے۔ اس میں تقدیس کا رنگ پیدا نہ کرتے تھے وہ فضیلت اس میں جانتے تھے۔ کہ ملت کے بلند تر مقاصد کے لئے عربی یا فارسی کو استعمال کیا جائے۔ مگر مسلمانوں کو دوسری زبانوں سے بھی کوئی بَیر نہ تھا۔ یہ تاریخی حقیقت ہے کہ مسلمانوں میں اسی ملی نظریئے سے زبان کا جھگڑا کبھی پیدا نہیں ہوا۔ کیونکہ وہ ترجیح کے اس اصول کو جانتے تھے۔ اور ترجیح کا اصول یہ تھا کہ ملت کے مجموعی مقاصد کی ترجمانی کرنے والی زبان سب سے افضل ہے۔ اور ایک لحاظ سے یہی مادری ہے۔ کیونکہ ملت بھی ماں ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے ملت کی زبان ماں کی زبان سے زیادہ عزیز ہے۔

اس سے واضح ہوتا ہے۔ کہ ماضی میں مسلمانوں کا اصول فقط یہ رہا۔ کہ ملت اور دین اور تہذیب کے مجموعی مقاصد کا تقاضا کیا ہے۔ مادری زبان بہت اچھا جملہ ہے۔ اور قوموں کے قبیلے میں ماں کا حق واقعی مسلم ہے۔ مگر قبیلے میں صرف ماں ہی نہیں ہوا کرتی

باپ بھی ہوا کرتا ہے۔ بہن بھائی بھی ہوتے ہیں۔ صرف ماں کو ماننا اور باپ کا منکر ہو جانا بڑی بے ڈھنگی بات ہے۔ یہ صحیح ہے۔ کہ ہماری ایک مادری زبان بھی ہے۔ مگر ہماری اور بھی تو بہت سی زبانیں ہیں۔ مثلاً اس خدائی زبان کو کیا کیجئے گا۔ جو قرآن کی زبان ہے۔ اور افسوس ہے کہ پنجابی کی تقدیس والے اس زبان کو کچلنے سے بھی دریغ نہیں کر رہے ہیں۔ مادری زبانوں کے ساتھ ہماری پدری یعنی تہذیبی زبانیں عربی، فارسی اور اردو بھی تو ہیں۔ جو ملت کی مسلم اور ہمہ گیر زبانیں ہیں ان زبانوں کو کس لئے منسوب قرار دیا جا رہا ہے۔ جو ملت اور قوم کی پوری شخصیت کی مصور ہیں۔ آخر ہم محض پنجابی تو نہیں۔ ہم مسلمان بھی ہیں۔ اور مسلمانانِ ہند کی ہزار سالہ تہذیب کے وارث بھی ہیں۔

میرا خیال ہے۔ کہ میں مندرجہ بالا گفتگو سے یہ واضح کر سکا ہوں۔ کہ ہم لوگ زبانوں کے مسئلہ کو ملی اور قومی نقطہ نظر سے دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہم ملک کی مقامی زبانوں کو بھی مانتے ہیں اور ان کی ترقی کے صحت مندانہ پروگرام کے حق میں ہیں۔ مگر مادری زبان کی بت پرستی اور تقدیس کے قائل نہیں۔ جو مغربی طرز کی قوم پرستی سے ابھرا ہوا عقیدہ ہے۔ اور مسلمانوں کے مجموعی ملی تصور سے سو فیصدی متصادم ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں۔ کہ پنجابی زبان کی خدمت کرنے کے یہ معنی نہ ہونے چاہئیں۔ کہ ملی مقاصد اور پاکستان کی وحدت کے مقصد کو نظر انداز کر دیا جائے۔ یا عربی، فارسی اور اردو کی ہستی کو فنا کر دیا جائے۔ جیسا کہ اسوقت ملکی تعلیمات میں ہو رہا ہے۔ یعنی عربی، فارسی اردو کو علاقائی زبانوں کا متبادل بنا کر طالب العلم کو حق دے دیا جاتا ہے۔ کہ ان سب میں سے کسی ایک کو چن لو۔ ظاہر ہے۔ کہ پنجابی کو اس طرح عربی فارسی سے بھڑا دینے میں عربی، فارسی کو سخت گزند پہنچتا ہے۔ اور اس طرح پاکستان کے اسلامی دور میں عربی اور فارسی کو پنجابی کے چھرے سے ہلاک کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ ہندوؤں اور انگریزوں کے دور میں سکھ اور ہندو تک بھی فارسی، اردو شوق سے پڑھتے تھے۔ ملی زبانوں کا یہ انحطاط بڑا اندوہناک۔ اور یہ سب ان غلط عناصر کی مساعی کا نتیجہ ہے۔ جن کا میں پہلے ذکر کر چکا ہوں۔

آپ مجھ سے اتفاق کریں گے۔ کہ مادری اور پدری زبانوں کا یہ جھگڑا کسی صورت میں مناسب نہیں ہے۔ یہ جھگڑا ایک طرف ملت کے تمام تہذیبی تصورات کو برباد کرنے والا ہے اور دوسری طرف خود پاکستانی قوم کے شیرازے کو بکھیرنے کا باعث بن سکتا ہے۔ لہذا نیک دل پنجابیوں کو تہذیبی اور قومی بنیادوں پر لسانی مفاہمت کا کوئی پروگرام سوچنا چاہیئے۔ میں جانتا ہوں۔ کہ مفاہمت کا تصور مغربی اور اشتراکی عقاید کے لوگوں کے لئے کسی حال قابل قبول نہ ہو گا۔ مگر پنجابیوں کی ملت دوستی سے مجھے پوری توقع ہے۔ کہ وہ اس مفاہمت کو ضرور قبول کریں گے۔

اگر مجھ سے دریافت کیا جائے۔ تو میں خطۂ پنجاب کے لسانی مسئلے کے متعلق اپنے عقائد کو مندرجۂ ذیل طریق سے مرتب کروں گا سب سے پہلے مجھے یہ اعلان کرنا ہے۔ کہ اردو، اور پنجابی کی لڑائی بغرض ہندو لوگوں نے اٹھائی ہے۔ ہم اردو، اور پنجابی کو ایک ہی زبان کے دو رخ قرار دیتے ہیں۔ اور دونوں کو عزیز جانتے ہیں۔ ہم پنجابی زبان کی ترقی کے ہر پروگرام کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ لیکن اس کو چند شرطوں سے مشروط کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ وہ شرطیں یہ ہیں۔ (الف) پنجابی اور اردو کے دائرہ ہائے عمل متعین کر دیئے جائیں (ب) اگر یہ سچ ہے۔ کہ در اصل پنجاب میں لسانی تعصب پھیلانے والے کمیونسٹ یا بعض سرکاری افسر ہیں تو التماس ہے۔ کہ پنجابی زبان کی تحریک کو کمیونسٹوں۔ اور بیہودہ

کرشوں کے نظریات کو آگے بڑھانے کا پہلا پلیٹ فارم نہ بنایا جائے۔ میں پنجابی زبان کے سچے خادموں کی عزت کرتا ہوں۔ مگر سیاست بازوں کے عزائم لسانی وادبی نہیں وہ اس پلیٹ فارم کو سیاست کے لئے استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ (ج) پنجابی کو ترقی دینے کے بہانے سے یا اس کے جوش میں عربی یا فارسی اور اردو کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کی جائے۔ (د) ایک اور اصول یہ ہے۔ کہ پنجابی کے فروغ کے بہانے سے انگریزی زبان کی حکمرانی کے لئے راستہ ہموار کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ کیونکہ پنجابی یا دوسری علاقائی زبانیں جب اُردو سے متصادم ہونگی۔ تو اس سے لازماً انگریزی زبان کی سیادت اور قیادت کی راہ کشادہ ہوگی۔ ظاہر ہے۔ کہ فی الحال کسی علاقائی زبان میں انگریزی کی جگہ سنبھالنے کی طاقت نہیں۔ لیکن علاقائی زبانیں اردو کی حیثیت کو کمزور کر کے انگریزی کی بالادستی کا آلہ کار ضرور بن سکتی ہیں۔ لہٰذا کوشش کی جائے۔ کہ پنجابی اور اردو والے پہلے متفق ہو کر انگریزی کے اقتدار کو ختم کریں۔ اور اس کے بعد علاقائی زبانیں علاقوں میں اور قومی زبان بین العلاقائی سطح پر کاروبار اور تعلیم میں جگہ پائے۔

میں سمجھتا ہوں۔ کہ ان اصولوں کی بنیاد مفاہمت ممکن ہے۔ بشرطیکہ انتشار پسندی کا عقیدہ ترک کر دیا جائے اور اردو کے مخالف غلط جذبے کے ماتحت وہ دلیلیں دوہرانے پر اتر نہ آئیں۔ جو زمانہ قبل از تقسیم میں ہندوؤں اور سکھ اور اینگلو انڈین اردو کے خلاف پیش کیا کرتے تھے۔ مثلاً یہی تہذیبی اور ملی زبانوں کے برعکس مادری زبان کا نظریہ اور یہ کہ ہمارے بچے اردو نہیں سمجھتے۔ حالانکہ پنجابی بچے کے لئے بنیادی اردو اتنی ہی قابل فہم ہے جتنی پنجابی ہندوؤں اور سکھوں کے لئے مسلمان دشمنی کے باعث اردو کو ہندوستان کے اکثر علاقوں سے خصوصاً مشرقی پنجاب سے نکال دیا ہے۔ مگر مجھے ڈر ہے۔ کہ پاکستانی پنجاب سے اردو کو نکالنے کے لئے وُہی حربے اختیار کئے جا رہے ہیں مثلاً یہاں کے کئی۔ انگریزی پرست کہا کرتے ہیں، کہ اردو بہت مشکل زبان ہے طرفہ یہ کہ زمانہ سابق میں عربی، فارسی کے معمولی معمولی لفظوں کو سن کر ہندو بھی یہی کہا کرتے تھے۔ اب بعض مسلمانوں کو بھی پنجابی میں لفظ "طرح" بلکہ لفظ "بگاڑ" بھی اس لئے بُرا لگنے لگا ہے۔ کہ یہ "طراں" یا "وگاڑ" کیوں نہیں۔ ان لفظوں کی عربی یا اردو شکل سے پنجابی کے بعض خیر خواہ بگڑنے لگے ہیں۔ میں بالیقین جانتا ہوں۔ کہ پنجاب کے ۹۹ فی صدی مسلمان اپنی زبان میں عربی و فارسی کی عام فہم آمیزش کو مسلمانی تہذیب کے اثرات کا ایک بابرکت حصہ جانتے ہیں۔ اور اپنی زبان کو پھر قبل از اسلام کی خالص ہندی زبان یا بعد کی سکھی زبان نہیں بنانا چاہتے۔ مسلمانی اثرات کو پنجابی سے خارج کرنے کی ناپاک کوشش کسی مسلم یا سکھ مرد عورت کو تو پسند آ سکتی ہے۔ مگر عام مسلمانوں کو اپنی زبان کے یہ اسلامی نقش بہت عزیز ہیں۔ اور وہ ان اثرات کو زندہ رکھنے کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دیں گے۔ کیونکہ ان کی نظر میں یہ اسلام اور ہزار سالہ تہذیب کا بابرکت ورثہ ہے۔

پنجاب میں پنجابی کو ذریعہ تعلیم بنانے کی تجویز کو بھی میں تعلیمی لحاظ سے نامبارک اور ناقابل عمل تجویز خیال کرتا ہوں۔ پنجابی زبان دراصل ایک سے زیادہ لہجوں اور محاوروں سے عبارت ہے اور ذریعہ تعلیم ایک ایسی زبان ہونی چاہیئے۔ جو یکساں اور مشترک ہو پنجاب کے لئے اردو ایک مشترک عنصر کا درجہ رکھتی ہے۔ پنجاب میں اردو ذریعہ تعلیم کا تجربہ کم و بیش ڈیڑھ سو سال سے ہو رہا ہے اور اس اثنا میں پنجابی بچے کے لئے اردو ذریعہ تعلیم بالکل قدرتی ذریعہ تعلیم ثابت ہوا ہے۔ بڑے سے بڑے ادیب اور مفکر اور قانون دان اردو ذریعہ سے پڑھے ہیں اور یہ ان کے لئے کوئی ایسا دشوار تجربہ ثابت نہیں ہوا کیونکہ اردو اور پنجابی ایک ہی زبان کے دو رخ ہیں۔ ان میں ایک زیادہ مقامی ہے اور دوسرا

زیادہ وسیع اور ہمہ گیر دونوں میں اشتراک کے نوے فی صد عناصر موجود ہیں۔ جو لوگ پنجاب میں ذریعۂ تعلیم کی اس دو صد سالہ روائت کو اُلٹ دینا چاہتے ہیں وہ پنجابیوں کے حق میں اچھا نہیں کر رہے ہیں۔ وہ پنجاب کے مختلف علاقوں میں پھوٹ ڈالنے کا موجب بن رہے ہیں۔ اگر پنجابی کے جذباتی نام سے لوگ شروع شروع میں متفق ہو جائیں تو بھی تھوڑے عرصے کے بعد ملتانی لاہوری پوٹھوہاری اور ہندکو وغیرہ کے مابین تصادم ہونا یقینی ہے اور یہ افتراق در افتراق قومیت کے لئے خطرناک ہے۔

آخر میں مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ حکومت اور قوم کے مخلص افراد کو بروقت متنبہ ہو کر اس لسانی خلفشار کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے خدا کرے کہ یہ معمولی چیز عدم مفاہمت سے ایک فتنہ نہ بن جائے اور لسانی علاقائیت سیاسی مسئلہ بن کر پہلے ONE UN کو اور بعد میں خود پاکستان کو خلفشار کی لپیٹ میں نہ لے لے اردو کو ملک کی کسی زبان سے ضد نہیں مگر قوم کو علاقائیت کے انسداد کے لئے ہر ممکن قدم اٹھا کر ملک کی وحدت اور یکجہتی کے ذرائع کو مستحکم کرنا چاہیئے۔ ان ذرائع میں اسلامی رشتے کے بعد دوسرا محکم ذریعہ اردو بھی ہے لہذا اردو کو محکم بنانا ملکی وحدت کی خدمت کرنا ہے اسی طرح اردو اور پنجابی کے مابین تہذیبی اور ملی بنیادوں پر دیرپا مفاہمت کرانا ہر محب وطن اور ملت دوست شخص کا فرض ہے میری ناقص رائے میں یہ مفاہمت ملک کی یکجہتی کے لئے از بس ضروری ہے اردو اور پنجابی کے ادیبوں کے علاوہ ملک کے اہل تدبر دانشوروں اور باشعور حلقوں کو اس مسئلے کی طرف جلد سے جلد متوجہ ہو جانا چاہیئے۔

مقالاتِ گارساں دتاسی

(حصہ اول)

جن غیر ملکیوں نے اُردو سے والہانہ لگاؤ کا اظہار کیا ہے، اور اس کی ترویج و اشاعت میں سرگرم حصہ لیا ان میں گارساں دتاسی کو امتیازی حیثیت حاصل ہے یہ پروفیسر مذکور کے مقالات کا گراں مایہ مجموعہ ہے اُس وقت ان مقالات کی قدر و قیمت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے جب یہ معلوم ہو کہ گارساں دتاسی نے ہند سے ہزاروں میل دور بیٹھ کر اُردو کے عروج و ارتقا کی داستان منضبط کرنے کے لئے بڑے دشوار گزار وسائل سے کام لیا ہے مشہور عالم ڈاکٹر محمد حمید اللّٰہ کی نظر ثانی کے بعد یہ نیا ایڈیشن شائع کیا گیا۔ معیاری طباعت و اشاعت۔ مجلد قیمت دس روپے

ساٹھ لاکھ انسانوں کا قاتل

ایڈولف ایشمین

مؤلف شمیم احمد ضیا۔ بی اے۔ آنرز

نازی جرمنی کے سفاک لیڈر ایڈولف ایشمین کے متعلق جرمن، اطالوی اور انگریزی زبان کی کئی سو مستند کتابوں، ایک ہزار سے زائد فوجی دستاویزوں اور دستاویزی تصویروں (کیمرہ فوٹوز) پر مشتمل کتاب۔ صفحات پانچ سو۔ قیمت ۷ روپے پچانوے پیسے

مکتبہ ارتقائے ادب: آدم خان مارکیٹ بندر روڈ۔ کراچی

ادارہ مصنفین پاکستان رائٹرز گلڈ کی کتابیں

فصیل شب

مرزا ادیب کے ڈراموں کے دو مجموعے شائع ہو چکے ہیں "فصیل شب" تیسرا مجموعہ ہے جس میں نو ڈرامے شامل ہیں اس مجموعے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ مرزا ادیب کا فن روز بروز نہایت عمدگی اور خوبی سے ارتقائی منازل طے کر رہا ہے۔ قیمت ۴ روپے

صدا بصحرا

جدید شاعروں میں یوسف ظفر کی شاعری ان تمام صحت مند تجربوں اور رجحانات کی نمائندگی کرتی ہے جن سے ماضی قریب میں ہمارے ادب کو دوچار ہونا پڑا وہ بنیادی طور پر شاعروں کے اس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں جن کے ہاں ماضی کی ادبی روایات کے احترام اور رجحانات کو خوش تدبیدی کہنے کا شعور پایا جاتا ہے۔ صدا بصحرا تقریباً ۸۰ نظموں کا مجموعہ ہے۔ قیمت ۴ روپے ۵۰ پیسے

سورج بھی تماشائی

"آگ کی آغوش میں" اور "منزل کی طرف" کے بعد "سورج بھی تماشائی" انور کا تازہ ترین مجموعہ ہے جس میں تقریباً وہ سب افسانے شامل ہیں جو انور نے گزشتہ پانچ چھ برسوں میں لکھے ہیں۔ قیمت ۵ روپے ۵۰ پیسے۔

تیسری منزل

اس مجموعے میں پندرہ افسانے شامل ہیں جن میں زندگی کے مختلف پہلوؤں اور متنوع کرداروں کو بڑی خوش اسلوبی سے اجاگر کیا ہے۔ ہاجرہ مسرور کا مشاہدہ بہت وسیع ہے وہ انسانی نفسیات پر گہری رکھتی ہیں جس کا اندازہ اس مجموعے کے ہر افسانے سے ہوتا ہے قیمت ۵.۵۰

لال چادر

سید ولی اللہ
ترجمہ یونس احمر

عوام کی سادگی اور معصومیت سے فائدہ اٹھا کر ان کے دلوں کو باطل اوہام اور عقائد کا مرکز بنا دینا کوئی نئی بات نہیں ہے ہمارے ملک میں ایسے کردار جا بجا نظر آتے ہیں جو ذاتی مفاد کی خاطر عوام کو مزار پرستی کا خوگر بنا دیتے ہیں۔ اور مذہب کی صحیح تعلیم سے انہیں بیگانہ رکھتے ہیں "لال چادر" ایک ایسے ہی مزار کی چادر ہے قیمت ۲ روپے ۵۰ پیسے

اردو میں سوانح نگاری

ڈاکٹر شاہ علی صاحب علمی و ادبی حلقوں میں خاصے معروف ہیں رسالہ "اردو" اور "نگار" میں جو لوگ ان کے مضامین پڑھ چکے ہیں وہ لوگ جانتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب کا مطالعہ وسیع ہے جس موضوع پر وہ قلم اٹھاتے ہیں اس کا پورا پورا حق ادا کرتے ہیں زیر نظر کتاب دراصل ان کا تحقیقی مقالہ ہے جس پر انہیں لکھنؤ یونیورسٹی سے پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری ملی تھی۔

قیمت سات روپے

گلڈ اشاعت گھر۔ اسٹریچن روڈ۔ کراچی

ڈاکٹر سید عبداللہ

مغربی پاکستان اردو اکیڈمی

(سالانہ روداد)

اردو اکیڈمی مغربی پاکستان نے اپنے لائحہ عمل کے مطابق سال زیر تبصرہ ۱۹۶۱ - ۱۹۶۲ء میں مندرجہ ذیل پروگرام پر عمل کیا

۱۔ سائنس کے اساتذہ سے سائنسی موضوعات پر اردو میں کلاس لیکچر دلائے

۲۔ سائنسی موضوعات پر ثانوی، بی اے، ڈگری، اور یونیورسٹی کے طالب و دیگر حضرات سے اردو میں انعامی مقابلے کے مضامین لکھوائے۔

۳۔ سائنس انسائیکلوپیڈیا، تذکرۂ المشاہیر، مختصر لغات اردو، اور فرہنگ علمی و فنی کی ترتیب و تدوین۔

کلاس لیکچروں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ ڈاکٹر رضی الدین صدیقی وائس چانسلر سندھ یونیورسٹی نے "نظریہ اضافیت" پر ۲۱ ستمبر ۱۹۶۱ء کو لیکچر دیا۔

۲۔ ڈاکٹر نسیم احمد خان، پرنسپل دیال سنگھ کالج لاہور نے "پودوں کی بدنی فعلیت" پر ۲۳ اکتوبر ۱۹۶۱ء کو لیکچر دیا۔

۳۔ ڈاکٹر ایم مقصود، نمائندہ پاکستان اٹمی کمیشن یونیسکو نے "ایٹمی سائنس پر" ۷ نومبر ۱۹۶۱ء کو لیکچر دیا۔

۴۔ ڈاکٹر عبدالعزیز خان، پروفیسر فاطمہ جناح میڈیکل کالج لاہور نے "ابتدائے سائنس" کے موضوع پر ۳۱ جنوری ۱۹۶۲ء کو لیکچر دیا۔

۵۔ ڈاکٹر سلطان علی چودھری، صدر شعبہ طبیعیات گورنمنٹ کالج لاہور نے "شمسی توانائی" پر ۸ فروری ۱۹۶۲ء کو لیکچر دیا۔

۶۔ ڈاکٹر عبداللہ چغتائی نے "اسلامی فن تعمیر پر" ۱۷ اپریل ۱۹۶۲ء کو لیکچر دیا لیکچر کے دوران میں مختلف ادوار کی تاریخی عمارات کی سلائیڈیں دکھا کر اسلامی فن تعمیر کے ارتقا پر روشنی ڈالی گئی۔

۷۔ ڈاکٹر عبدالبصیر پال، صدر شعبہ طبیعیات پنجاب یونیورسٹی نے "آئن سٹائن کا نظریہ اضافیت" پر ۲۵ اپریل ۱۹۶۲ء کو لیکچر دیا۔

۸۔ ڈاکٹر نذیر احمد پرنسپل گورنمنٹ کالج لاہور نے "انسانی آبادی اور وسائل ارضی پر" ۳۰ اپریل ۱۹۶۲ء کو لیکچر دیا۔

۹۔ کیپٹن علی ناصر زیدی، کاکول ملٹری اکیڈیمی نے "خلائی سفر پر" ۱۰ مئی ۱۹۶۲ء کو لیکچر دیا۔ لیکچر کے دوران میں خلائی سفر کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت کے لئے فلم بھی دکھائی گئی۔

۱۰۔ ڈاکٹر عبد الرشید، سرجن میو ہسپتال لاہور نے "درمیانی کان کی سوزش" پر ۹ جون ۱۹۶۲ء کو لیکچر دیا۔

۱۱۔ پروفیسر چوہدری عبد القادر، شعبہ فلسفہ گورنمنٹ کالج۔ لاہور نے "وجودیت" کے موضوع پر ۱۲ جون ۱۹۶۲ء کو لیکچر دیا۔

اردو اکیڈیمی کے زیر اہتمام سائنسی موضوعات پر مضامین لکھنے کے انعامی مقابلے میں ۴۲ امیدواروں نے شرکت کی۔

سال زیر تبصرہ میں اُردو اکیڈیمی کے طباعتی پروگرام کی کیفیت:

۱۔ پروفیسر شیخ منہاج الدین نے تقریباً ۲۵ سال کی محنت سے سائنسی اصطلاحات کی ایک ضخیم قاموس (DICTIONARY) مرتب کی ہے۔ یہ قاموس اردو اکیڈیمی کے زیر اہتمام پاکستان ٹائمز پریس میں چھپ رہی ہے اس کے چھ سو صفحات چھپ چکے ہیں چند ماہ تک مکمل قاموس کے طبع و شائع ہو جانے کا قوی امکان ہے

۲۔ مسٹر تنزیل الرحمٰن کی مرتبہ "لغات قانونی" اردو اکیڈیمی کے زیر اہتمام شفیق پریس لاہور میں طباعت کے ابتدائی مراحل طے کر رہی ہے

۳۔ اُردو انسائیکلوپیڈیا طبیعیات (اعلیٰ ثانوی) کا نمونے کا جزو (۴۰ صفحات) چھاپا گیا۔

اردو اکیڈیمی نے اُردو زبان کو سائنس اور علوم و فنون کے دیگر شعبوں میں اظہار و بیان کا مؤثر ذریعہ بنانے ، اور اساتذہ، طلباء اور عام قارئین کے لئے بنیادی معلومات بہم پہنچانے کی خاطر سال زیر تبصرہ میں چند نئے منصوبوں کا آغاز کیا۔ یہ امر باعث اطمینان و مسرت ہے کہ ان منصوبوں کی تکمیل کے لئے اکیڈمی کو بہت سے علماء و فضلاء کا عملی تعاون بھی حاصل ہو گیا اور اب یہ مفید اور دور رس منصوبے تکمیل کے مراحل طے کر رہے ہیں۔

ذیل میں مختلف علمی و فنی مجالس (کمیٹیوں) کی رفتار کار کردگی کا مختصر سا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

(۱) سائنس انسائیکلوپیڈیا

اُردو اکیڈمی نے طبیعیات (فزکس)، کیمیا (کیمسٹری) اور حیاتیات (بائیالوجی) ہر مضمون کے دو دو انسائیکلوپیڈیا مرتب کرنے کا منصوبہ بنایا جن میں سے ایک انسائیکلوپیڈیا اعلیٰ ثانوی (انٹرمیڈیٹ) درجے کے معیار کا اور دوسرا انسائیکلوپیڈیا ڈگری یعنی بی۔ ایس۔ سی کے معیار کا ہوگا۔ اکیڈمی نے انسائیکلوپیڈیا طبیعیات کے اعلیٰ ثانوی ایڈیشن سے اس منصوبے کا آغاز کیا۔ منصوبہ بڑی تیزی سے تکمیل کے مراحل طے کر رہا ہے۔ اس انسائیکلوپیڈیا کے نمونے کا ایک جزو چھپ چکا ہے جس سے اس عظیم منصوبے کی اہمیت اور افادیت واضح ہو سکتی ہے۔ اب یہ انسائیکلوپیڈیا مکمل صورت میں ترتیب دے کر چھاپہ خانہ میں بھیجا جا رہا ہے

اعلیٰ انسائیکلوپیڈیا کمیٹی میں مندرجہ ذیل علماء شریک ہیں:۔

۱۔ ڈاکٹر رضی الدین صدیقی (وائس چانسلر سندھ یونیورسٹی)

۲۔ ڈاکٹر نذیر احمد (پرنسپل گورنمنٹ کالج لاہور)

ڈاکٹر رفیق احمد خان (پرنسپل دیال سنگھ کالج، لاہور)

۴۔ ڈاکٹر بدر الدین (صدر شعبہ کیمیا، پنجاب یونیورسٹی)

۵۔ ڈاکٹر عبدالبصیر پال (صدر شعبۂ طبیعیات، پنجاب یونیورسٹی)

۶۔ ڈاکٹر سردار محمد (پرنسپل گورنمنٹ کالج، شیخوپورہ)

۷۔ پروفیسر شیخ منہاج الدین (سابق رجسٹرار پشاور یونیورسٹی)

۸۔ پروفیسر فضل الدین قریشی

ادارۂ تحریر و تنقید

۱۔ ڈاکٹر محمد یونس اوپل	(پروفیسر طبیعیات، گورنمنٹ کالج، لاہور)
۲۔ ڈاکٹر سلطان علی چودھری	(پرنسپل گورنمنٹ کالج، گوجرانوالہ)
۳۔ ڈاکٹر طاہر حسین	(پروفیسر طبیعیات، گورنمنٹ کالج، لاہور)
۴۔ ڈاکٹر عبدالغفور چودھری	(ریڈر شعبۂ طبیعیات پنجاب یونیورسٹی)
۵۔ میجر شبیر احمد قاری	(پروفیسر طبیعیات زنانہ اسلامیہ کالج، لاہور)
۶۔ پروفیسر سید فضل علی شاہ	(صدر شعبۂ طبیعیات، گورنمنٹ کالج ملتان)
۷۔ پروفیسر عبدالسلام	(صدر شعبۂ سائنس، سنٹرل ٹریننگ کالج، لاہور)
۸۔ پروفیسر فضل حسین	(صدر شعبۂ سائنس، کاکول ملٹری اکیڈمی)
۹۔ پروفیسر علی ناصر زیدی	(ملٹری کالج جہلم)
۱۰۔ پروفیسر محمد رفیق ساہی	(شعبۂ طبیعیات گورنمنٹ کالج، لائل پور)
۱۱۔ پروفیسر عظمت اللہ صدیقی	(صدر شعبۂ طبیعیات، زراعتی کالج، لائل پور)
۱۲۔ پروفیسر حمید عسکری	(مدیر اردو انسائیکلوپیڈیا)

تذکرۃ المشاہیر

اردو کا دامن تذکرہ نویسی سے تہی تو نہیں، مگر اس قسم کی کوئی علمی سوانحی قاموس اس میں موجود نہیں، جس میں مشرق و مغرب کے مشاہیر کے بارے میں مختصر لیکن مستند معلومات فراہم کردی گئی ہوں۔ ان حالات میں اردو اکیڈمی نے اس واضح خلا کو پر کرنے کے لئے تذکرۃ المشاہیر کی تدوین کا منصوبہ بنایا۔ یہ ایک حوالہ کی کتاب ہوگی جس سے ہر شعبۂ علم کے اساتذہ، طلبہ، اور عام قارئین اپنی اپنی علمی اور فنی ضرورتوں کے لئے متمتع ہوسکیں گے۔ تذکرۃ المشاہیر عالم کا یہ منصوبہ ایک مجمل لغات مشاہیر پر منتج ہوگا۔ جس کی ضخامت تقریباً ڈیڑھ ہزار صفحات ہوگی اور اس میں کم از کم بیس ہزار عنوانات (بحروف تہجی) آئیں گے۔ جو مشرق و مغرب کے علم و ادب و فن اور تاریخ و مذہب کے دوائر میں آج تک کی اہم شخصیتوں کے ذکر کو محیط ہوں گے۔ یہ تالیف چونکہ پاکستانی ماحول کے مطابق مرتب کی جارہی ہے اس لئے جو شخصیت آج کے عام پاکستانی قاری کے لئے مذہبی، ثقافتی، زمانی اور جغرافیائی طور پر جتنی زیادہ قریب ہوگی اتنی ہی زیادہ تفصیل سے اس میں اس کا ذکر آئے گا۔

تذکرۃ المشاہیر کی تدوین کا کام بھی سال زیر تبصرہ شروع ہو چکا ہے۔ چوں کہ یہ ایک ٹیکنیکل نوعیت کا کام تھا اس لئے اس کی مبادیات کے طے کرنے میں خاصا وقت لگا۔ اب بڑی تیزی سے مختلف عنوانات پر آرٹیکل لکھے جا رہے ہیں۔ دو تین ماہ تک تذکرۃ المشاہیر کا ایک نمونے کا جزو چھاپ دیا جائے گا جس سے اس اہم علمی منصوبے کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکے گا۔

تذکرۃ المشاہیر کے لئے مندرجہ ذیل فضلا مضامین لکھ رہے ہیں۔

۱۔ ڈاکٹر رانا احسان الٰہی (ریڈر شعبۂ عربی پنجاب یونیورسٹی)

۲۔ ڈاکٹر غلام حسین (شعبۂ اردو، پنجاب یونیورسٹی)

۳۔ ملک ذوالفقار علی (شعبۂ عربی، پنجاب یونیورسٹی)

۴۔ بشیر احمد قریشی (کنوینر تذکرۃ المشاہیر کمیٹی)

مختصر لغات اردو

اردو زبان میں فرہنگوں اور لغتوں کا خاصا سرمایہ موجود ہے تاہم ایک ایسی لغات کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے جو مختصر ہونے کے علاوہ مستند اور جامع بھی ہو اور جدید تر زمانے کی لسانی ضرورتوں کو بھی پورا کرتی ہو۔ کیوں کہ اُردو زبان اب ایک ایسے مرحلے پر ہے جب اس میں علوم و فنون کے مختلف شعبوں کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے وسعت و ہمہ گیری پیدا ہونی ناگزیر ہے۔ اس بڑھتی اور پھیلتی ہوئی زبان کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے ایک ایسی لغات کی تدوین ازبس ضروری تھی کہ جو نہ اتنی ضخیم ہو کہ روزمرہ کے کاموں میں اس سے استفادہ دشوار ہو جائے اور نہ اتنی مختصر کہ متلاشی کی جستجو ناکام لوٹے علاوہ بریں اس لغات کی لکھائی، چھپائی اور کاغذ عمدہ ہونے کے ساتھ ساتھ اس کی قیمت ایسی ہو کہ ایک غریب سے غریب طالب علم بھی آسانی سے اسے حاصل کر سکے۔ اُردو اکیڈمی کو اس اہم ترین ضرورت کا احساس ڈاکٹر نذیر احمد، پرنسپل گورنمنٹ کالج لاہور نے دلایا اکیڈمی نے اس منصوبے کو بھی اپنے پروگرام میں شامل کرکے اس کام کا آغاز کر دیا۔

اہل علم حضرات کو معلوم ہوگا کہ آج سے ٹھیک ایک سو سال قبل انگلستان میں بھی تقریباً انہی حالات میں ایک ایسے ہی منصوبے کا آغاز ہوا تھا۔ یعنی انگریزی کی مفصل اور جامع لغات "مرے آکسفورڈ ڈکشنری" کی تدوین کے منصوبے سے پہلے ایک کنسائز آکسفورڈ ڈکشنری تیار کی گئی جو تقریباً پانچ سال کی لگاتار محنت اور پوری قوم کی اعانت سے تکمیل کو پہنچی اور آج انگریزی کی یہ مختصر لغات جس بڑے پیمانے پر علمی ضرورتوں کو پورا کر رہی ہے اسے سب جانتے ہیں۔ اُردو زبان کی مفصل اور جامع لغات کی تدوین کا کام مرکزی حکومت کا قائم کردہ اُردو ترقی بورڈ (کراچی) کر رہا ہے۔ اُردو اکیڈمی نے اس کے ابتدائی مرحلے یعنی مختصر لغات اُردو کا منصوبہ بنا کر اس پر عمل درآمد شروع کر دیا ہے۔

مختصر لغات اردو کی تدوین میں مندرجہ ذیل حضرات شریک ہیں۔

۱۔ ڈاکٹر سید عبد اللہ (پرنسپل اورینٹل کالج لاہور)

۲۔ پروفیسر سید وقار عظیم (شعبہ اردو، پنجاب یونیورسٹی)

۳۔ پروفیسر حافظ نور الحسن خان (شعبۂ عربی، پنجاب یونیورسٹی)

۴۔ ڈاکٹر غلام حسین (شعبہ اردو، پنجاب یونیورسٹی)

۵۔ پروفیسر مقبول بیگ بدخشانی (صدر شعبۂ فارسی، گورنمنٹ کالج لاہور۔ کنوینر)

فرہنگ ادبی و فنی

انگریزی زبان و ادب اور جدید علوم کا سرمایہ اُردو میں جس تیزی سے منتقل ہو رہا ہے اس کا یہ تقاضا ہے کہ ہم اس کو اپنی زبان میں برتنے کے لئے مغربی اصطلاحات سے فائدہ اٹھائیں اور اپنی زبانوں (اردو، عربی، فارسی) کی قدیم اصطلاحات کو بھی حسب ضرورت استعمال میں لائیں۔ اس مقصد کے لئے ایک ایسی فرہنگ کی ضرورت تھی جس میں ایسی اصطلاحات کے ترجمے موجود ہوں جن کی تشریح بھی ساتھ دی گئی ہو۔ اردو اکیڈمی نے اس منصوبے کو بھی اپنے پروگرام میں شامل کر کے سال زیر تبصرہ میں اس پر کام شروع کر دیا ہے۔ یہ فرہنگ دو حصوں پر مشتمل ہو گی۔

۱۔ حصہ اوّل — انگریزی سے اُردو

۲۔ حصہ دوم — اُردو سے اُردو مع تشریحات

فرہنگ ادبی و فنی کی تدوین کے لئے مندرجہ ذیل حضرات پر مشتمل مجلس مؤلفین سرگرم کار ہے

۱۔ ڈاکٹر سید عبداللہ (پرنسپل اورینٹل کالج، لاہور)

۲۔ پروفیسر سید وقار عظیم (شعبۂ اُردو، پنجاب یونیورسٹی)

۳۔ ڈاکٹر وحید قریشی (صدر شعبۂ فارسی، اسلامیہ کالج، سول لائنز، لاہور)

۴۔ جناب نصیر احمد ناصر (شعبۂ اُردو، دائرہ معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی)

۵۔ پروفیسر محمد منور (شعبۂ اُردو، گورنمنٹ کالج، لاہور)

۶۔ پروفیسر سجاد باقر رضوی (شعبۂ انگریزی، اسلامیہ کالج سول لائنز لاہور۔ کنوینر)

ان منصوبوں کی ضرورت و اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب ان کا اعلان کیا گیا تو علمی حلقوں نے بڑی مسرت سے اس کا خیر مقدم کیا اور ملک کے مؤقر جریدوں نے اس پر تبصرہ کر کے اسے وقت کی اہم ترین ضرورت قرار دیا۔

سال زیر تبصرہ میں بھی صوبائی حکومت نے اردو اکیڈمی کو ۲۵ ہزار روپے کی گرانٹ مرحمت فرمائی۔ علاوہ بریں بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن نے اُردو اکیڈمی کو دس ہزار روپے کی گرانٹ دی ہے۔ جو بالاقساط تین سال میں اکیڈمی کو ملے گی۔ حکومت اور ثانوی تعلیمی بورڈ کے علاوہ بعض مخیر حضرات اُردو اکیڈمی کی مالی سرپرستی کر کے ان قومی مقاصد کی تکمیل میں شرکت کے خواہاں ہیں جن کو اکیڈمی نے اپنے ذمے لے رکھا ہے۔ اکیڈمی یہاں جناب عباس خاں صاحب رئیس و چیئرمین یونین کونسل بھوبنجال کلاں کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتی ہے کہ انھوں نے اکیڈمی کو اس کے قومی مقاصد کی تکمیل کے لئے تین ہزار روپے کی رقم کا گراں قدر عطیہ پیش کیا۔

سائنس کی چند کتابیں

طبیعیات کی داستان

سائنس کی عہد بعہد ترقی پر ایک ضخیم تاریخ۔ سائنس دانوں تصاویر اور نقشوں کے ساتھ۔

مرتبہ پروفیسر نصیر احمد عثمانی

قیمت: آٹھ روپے ۵۰ پیسے

سیرِ افلاک

اجرام فلکی کا ذکر اور معلومات ایسی سادہ اور سلیس زبان میں کہ عام اشخاص کو بھی ان کے مطالعہ سے سمجھنے میں کسی قسم کی دشواری نہیں ہوگی۔

پیش لفظ بابائے اردو۔ مؤلفہ مرزا محمد رشید ایم۔ اے

قیمت ۴ روپے

اضافیت

سائنس کے مشہور مسئلہ اضافیت پر مستند اور شہرہ آفاق مشہور سائنس دان ڈاکٹر رضی الدین صدیقی کے قلم سے۔

قیمت ۳ روپے

اردو اکیڈمی سندھ۔ بندر روڈ۔ کراچی

نئے خزانے

اکتوبر ۱۹۶۲ء کے اردو اخبارات و رسائل میں شائع شدہ مضامین کی وضاحتی فہرست

مرتبہ

سید ابن حسن قیصر ایم اے ——— زاہدہ خاتون

کتابیات	علوم متفرقہ	ڈاکٹر زور	ترکیہ۔ تاریخ
فلسفہ	فنون لطیفہ	فارسی ادب	پاکستان۔ تاریخ
مذاہب	ادب	عربی شاعری	افریقی ممالک۔ تاریخ
اسلام	اردو ادب۔ شعر و شاعری	جغرافیہ و سیاحت	انڈونیشیا۔ تاریخ
سماجیات	اردو ادب۔ ناول افسانہ تنقید	دیگر زبانوں کا ادب	اردو ادب۔ تاریخ
لسانیات	اقبالیات	یمن۔ تاریخ	سوانح
سائنس	بابائے اردو	ہندوستان۔ تاریخ	تبصرے

اس اشاریہ کی تیاری میں حسب ذیل اخبارات و رسائل سے مدد لی گئی

معارف اعظم گڑھ	برہان دہلی	ترجمان القرآن لاہور	ثقافت لاہور	محور دہلی
ادب لطیف لاہور	اقبال لاہور	افکار کراچی	سات رنگ کراچی	استقلال لاہور
نصرت لاہور	چراغ راہ کراچی	ستارہ لاہور	جام نو کراچی	فاران کراچی
جوار بھاٹا دہلی	آج کل دہلی	نئی قدریں حیدرآباد پاک	مجلس لاہور	انجم کراچی
تجلی دیوبند	تحریک دہلی	کتاب نما دہلی	کتابی دنیا کراچی	ساقی کراچی
ہمدرد صحت کراچی	انشا کراچی	جام جسم سکھر	نگار پاکستان کراچی	کردار نو کراچی
شاداب پشاور	البلاغ بمبئی	صحیفہ لاہور	نقوش لاہور	طلوع اسلام لاہور
فروغ اردو لکھنؤ	نوائے ادب بمبئی	ماہ نو کراچی	بصائر کراچی	لیل و نہار لاہور
صدق جدید لکھنؤ	اقدام لاہور	لاہور لاہور	قندیل لاہور	ہماری زبان علی گڑھ
شہاب لاہور	ایشیا لاہور	چٹان لاہور		

اخبارات

ملاپ حیدرآباد دکن	انجام کراچی	جنگ کراچی	نوائے وقت لاہور	امروز لاہور

کتابیات

ساحل، عبدالمسلیم اور دیگر حضرات
مقالہ نما (اپریل۔ مئی۔ اور جون ۶۲ء میں
مختلف رسائل میں شائع ہونے والے مضامین
کی وضاحتی فہرست)
نوائے ادب بمبئی۔ اکتوبر ۶۲ء

—— رفتارِ ادب (۱) کتب۔ (تازہ ترین مطبوعات
پر تبصرہ)
صحیفہ لاہور۔ اکتوبر ۶۲ء

—— رفتار ادب (۲)۔ اپریل سے ستمبر ۶۲ء تک کے
اردو رسائل میں شائع ہونے والے اہم ترین
مضامین کی نشان دہی۔
صحیفہ لاہور۔ اکتوبر ۶۲ء

عبدالمجید قریشی — میں اور میرا کتب خانہ
سیارہ لاہور۔ اکتوبر ۶۲ء

فضل اللہ فاروقی — کراچی یونیورسٹی لائبریری میں چند قدیم اردو مطبوعات
بصائر کراچی۔ اکتوبر ۶۲ء

حلقہ اربابِ ذوق۔ لاہور
صحافت۔ بے مقصدیت کی طرف جا رہی
ہے (مذاکرہ)
سیارہ لاہور۔ اکتوبر ۶۲ء

فلسفہ

اسلم۔ ایم — حیات روح (۲)
ہمدرد صحت کراچی۔ اکتوبر ۶۲ء

شمیم اختر — جنس اور جنسی محبت
انشاء کراچی۔ اکتوبر ۶۲ء

فخر ہمایوں — نئی پود میں فرار کا رجحان
امروز لاہور۔ ۱۶، اکتوبر ۶۲ء

عزیز الرحمٰن — علم اور تجربہ (دست شناسی)
قندیل لاہور۔ ۲۸، اکتوبر ۶۲ء

عزیز الرحمٰن — کیا پامسٹ غیب دانی کا دعویٰ کرتے ہیں؟
شباب لاہور۔ ۱۴، اکتوبر ۶۲ء

عزیز الرحمٰن — ہمارا کردار اور عزائم (پامسٹری)
جنگ کراچی۔ ۴، اکتوبر ۶۲ء

عابد حسین — ہنسی
ہمدرد صحت کراچی۔ اکتوبر ۶۲ء

سلیم صادق — ہے جینا مائل بہ ارتقا کیسے
نوائے وقت لاہور۔ ۲۱، اکتوبر ۶۲ء

عزیز الرحمٰن — معرکہ تدبیر و تقدیر
اقدام لاہور۔ ۱۴، اکتوبر ۶۲ء

عزیز الرحمٰن — انسان ایک ایسی طاقت ہے جس سے بڑھ کر کوئی طاقت
نہیں۔
اقدام لاہور، ۷، اکتوبر ۶۲ء

عزیز اثری — میل ملاپ۔ ایک نفسیاتی مطالعہ
امروز لاہور۔ ۲۷، اکتوبر ۶۲ء

انصار الرحمٰن — حضرت امام رازی
جنگ کراچی۔ ۵ اکتوبر ۶۲ء

ناصر نصیر احمد — ابن ماجہ
امروز لاہور۔ ۱۴، اکتوبر ۶۲ء

ناصر نصیر احمد — ابن طفیل
امروز لاہور۔ ۲۱ر اکتوبر سنہ ۶۲ء

ناصر نصیر احمد — اخوان الصفا
امروز لاہور۔ ۷ر اکتوبر سنہ ۶۲ء

مذاہب

اسمتھ، ولفرڈ کینٹ ویل — مذہب کا تقابلی مطالعہ۔ کیوں اور کسطرح
مترجمہ مبارز الدین رفعت و ابونصر محمد خالدی
برہان دہلی۔ اکتوبر سنہ ۶۲ء

طاہر کیانی — ابلیس
لیل و نہار لاہور۔ ۷ر اکتوبر سنہ ۶۲ء

محمد حسام الدین شرقی — جہاں تجارت کی اخلاقی تعلیمات
فاران کراچی۔ اکتوبر سنہ ۶۲ء

اسلام

محمد بدر منیر — ۲۱ اسلامی ملکوں کی دولت مشترکہ دنیا کی سب سے بڑی قوت بن سکتی ہے
اقدام لاہور۔ ۲۱ر اکتوبر سنہ ۶۲ء

صادق جامعی — جامع محمدیہ جھنگ (مجوزہ اسلامی یونیورسٹی)
شہاب لاہور۔ ۲۸ر اکتوبر سنہ ۶۲ء

سیتری محی الدین — جامعہ اسلامیہ بھٹکل (ساحل مالا بار)
البلاغ بمبئی۔ اکتوبر سنہ ۶۲ء

ماہر القادری — تاریخ کا سب سے بڑا انقلاب
لاہور ۲۹ر اکتوبر سنہ ۶۲ء

غلام مرتضیٰ — اسلامی دنیا چوتھی صدی میں
البلاغ بمبئی۔ اکتوبر سنہ ۶۲ء

——— — ہالینڈ میں اسلام
انجام کراچی۔ ۳۰ر اکتوبر سنہ ۶۲ء

صدیقی مصباح الحق — چین میں اسلامی ادب
قندیل لاہور۔ ۲۱ر اکتوبر سنہ ۶۲ء

ابوالاعلیٰ مودودی — تفہیم القرآن (سورہ فاطر)
ترجمان القرآن لاہور۔ اکتوبر سنہ ۶۲ء

ابوالاعلیٰ مودودی — درس قرآن (سورہ ذاریات)
ایشیاء لاہور۔ ۸۔ ۱۵۔ ۲۴ر اکتوبر سنہ ۶۲ء

عبدالرحمٰن طاہر سورتی — ابن مریم اور پرویز
کردار نو کراچی۔ جولائی۔ اگست سنہ ۶۲ء

عبدالماجد دریابادی — سورہ عبس تفسیر
صدق جدید لکھنؤ۔ ۵، ۱۲ر ۱۹ر اور ۲۶ر اکتوبر سنہ ۶۲ء

محمد شفیع — معارف القرآن (سورہ انعام)
شہاب لاہور، ۷ر ۱۴ر ۲۱ اور ۲۸ر اکتوبر سنہ ۶۲ء

محمد زبیر صدیقی — تاریخ تدوین حدیث
چراغ راہ کراچی۔ اکتوبر سنہ ۶۲ء

ہاشمی فریدآبادی — علم حدیث تاریخی نظر سے
کردار نو کراچی۔ جولائی اگست سنہ ۶۲ء

محمد طیب — پیغام نبوت کے بنیادی اصول و عناصر
امروز لاہور۔ ۱۹ر اکتوبر سنہ ۶۲ء

عامر عثمانی — تفہیم الحدیث۔ حسن اخلاق (۳)
تجلی دیوبند۔ اکتوبر سنہ ۶۲ء

عبدالرشید — عالمی مرکز اور بین الاقوامی معاشرہ
ثقافت لاہور۔ اکتوبر سنہ ۶۲ء

ابوالحسن علی ندوی	ہندوستان کی روحانی تسخیر	البلاغ بمبئی۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء
محمد حنیف ندوی	اسلام میں تصوف کا مقام اور موقف	ثقافت لاہور۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء
———	غوث پاک کا ایک خطبہ	انجام کراچی۔ ۱۵۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء
احتشام الحسن	حیات جاودانی۔ راہ مولیٰ میں شہادت و قربانی	البلاغ بمبئی۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء
محمود شلتوت	اسلام اور امن عالم۔ ترجمہ ظہور احمد اظہر	امروز لاہور۔ ۱۹ اکتوبر ۱۹۶۲ء
وارث میر	جمہوریت اور اسلامی جمہوریت	نوائے وقت لاہور۔ ۷، ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۲ء
وارث میر	اسلام اور احتساب نفس	نوائے وقت لاہور۔ ۱۶ اکتوبر ۱۹۶۲ء
محمد حنیف ندوی	کھانے پینے کے اسلامی آداب	انجام کراچی۔ ۲۰ اکتوبر ۱۹۶۲ء
منظور احسن عباسی	عائلی قوانین اور مسٹر پرویز (۲-۲)	شہاب لاہور۔ ۱۷ اور ۲۴ اکتوبر ۱۹۶۲ء
نصیر شاہ اور اختر رفیع اللہ	عائلی قوانین پر اعتراضات اور ان کے جواب	طلوع اسلام لاہور۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء
عامر عثمانی	کیا اسلامی حکومت خود بخود بن جاتی ہے؟	شہاب لاہور۔ ۱۵ اور ۲۴ اکتوبر ۱۹۶۲ء
محمد نجات اللہ صدیقی	اسلامی ریاست کی معاشی ذمہ داریاں	ترجمان القرآن لاہور۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء
نیاز فتح پوری	عساکر اسلامی کا نظام	جنگ کراچی۔ ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۲ء
———	اسلام میں جزیہ کا مقام	انجام کراچی۔ ۲۳ اکتوبر ۱۹۶۲ء
وارث میر	خلق عظیم	نوائے وقت لاہور۔ ۱۹ اکتوبر ۱۹۶۲ء
———	اسلامی تہذیب اور اس کی کشمکش میں رسول اللہؐ کی مہم عظیم	انجام کراچی۔ ۲۳ اکتوبر ۱۹۶۲ء
———	جنگ یرموک (۲)	قندیل لاہور۔ ۷ اکتوبر ۱۹۶۲ء
محمد جعفر پھلواروی	غزوۂ خیبر	ثقافت لاہور۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء
پرویز	حضرت عائشہؓ کی عمر بوقت نکاح	طلوع اسلام لاہور۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء
نور احمد قادری	عہد فاروقیؓ جمہوری نظام حکومت کا بے مثل آئینہ۔	لاہور ۲۹۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء
رشید اختر	مسلمان مؤرخین۔ (ابن عساکر۔ یاقوت حموی اور ابن بشکوال)	ثقافت لاہور۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء
شبیر عطا ندوی	المسعودی۔ قرون وسطیٰ کا ایک عظیم مورخ	معارف اعظم گڑھ۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء
ابو محمد امام الدین رام نگری	ہفتہ وار "ایشیا" اور خلافت معاویہؓ و یزید	فاران کراچی۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء

سماجیات

عزیز الرحمٰن — ہماری ترقی کی راہوں کے تین دشمن
انجام کراچی۔ ۲۸، اکتوبر ۱۹۶۲ء

شاہ، الیس اے — گھر۔ سماجی زندگی کی طرف پہلا قدم
قندیل لاہور۔ ۷، اکتوبر ۱۹۶۲ء

طاہر احمد — قومی کلچر کی حفاظت
جنگ کراچی۔ ۲، اکتوبر ۱۹۶۲ء

محقق — عصمت فروشی۔ کس طرح رفتہ رفتہ ایک پیشہ بن گئی۔
لاہور ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۲ء

حامد مجید — مستقبل کی راہ گزر
قندیل لاہور، ۱۴، اکتوبر ۱۹۶۲ء

کلیم تمکین احسن — مملکت جمہوریت اور قانون کی عملداری
نوائے وقت لاہور، ۱۷، اکتوبر ۱۹۶۲ء

کلیم اختر — سیاسیات کشمیر پر شیر کشمیر شیخ محمد عبداللہ کا اثر
اقدام لاہور، ۱۴ اکتوبر ۱۹۶۲ء

خلیل اللہ محمد — پاکستانی قومیت
انجام کراچی۔ ۱۵، اکتوبر ۱۹۶۲ء

خلیق قریشی — بھارت۔ پاکستان کے لئے ایک اہم مسئلہ
نوائے وقت لاہور، ۲۰، اکتوبر ۱۹۶۲ء

—— — امریکہ اور کیوبا کے تعلقات
امروز لاہور۔ ۲۵، اکتوبر ۱۹۶۲ء

حیدر محمود — مسلم لیگ اور نظریہ پاکستان
نوائے وقت لاہور ۱۱ اکتوبر ۱۹۶۲ء

حنیف رامے — سامری کا بچھڑا اور بندھے ہوئے ہاتھ —
سیاسی جماعتوں کی بحالی پر ایک نظر
نصرت لاہور۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء

—— — پاکستان کی صنعتی ترقی
انجام کراچی۔ ۲۸، اکتوبر ۱۹۶۲ء

—— — " یا فیڈریشن میں صنعتی ترقی کی رفتار
انجام کراچی۔ ۱۱، اکتوبر ۱۹۶۲ء

ہمایوں ادیب — ملیشیا کی فیڈریشن (ملایا۔ سنگاپور، سراوک شمالی بورنیو اور برونی کا الحاق)
نوائے وقت لاہور۔ ۱۶، اکتوبر ۱۹۶۲ء

—— — سیٹو کے اقتصادی منصوبے
انجام کراچی۔ ۲۸، اکتوبر ۱۹۶۲ء

راغب احسن — پاکستان کا میثاق ملی
نوائے وقت لاہور ۲۷، اکتوبر ۱۹۶۲ء

امیر بیگ میرزا — سابق پولیس افسر کے تجربات و مشاہدات
امروز لاہور، ۷، اور ۱۴ اکتوبر ۱۹۶۲ء

فوجی مبصر — سڑکوں اور بندوں کی تعمیر میں فوج کا کردار
انجام کراچی ۲۰، اکتوبر ۱۹۶۲ء
(نوٹ: یہی مقالہ امروز لاہور ۲۷، اکتوبر میں پاکستانی فوج کے تعمیری کارنامے کے عنوان سے اور جنگ کراچی ۲۰، اکتوبر میں پاکستان کی تعمیر اور فوج کے عنوان سے شائع ہوا ہے)

ایک مبصر — پاکستانی فضائیہ کے طیاروں کی دیکھ بھال
جنگ کراچی۔ ۲۸، اکتوبر ۱۹۶۲ء

امتیاز احمد — لوگ جرم کیوں کرتے ہیں؟
انجام کراچی۔ ۲۸، اکتوبر ۱۹۶۲ء

——	پاکستانی بحریہ امروز لاہور - ۲۷ اکتوبر سنہ ۶۲ء انجام کراچی - ۲۸ اکتوبر سنہ ۶۲ء جنگ کراچی - ۲۸ اکتوبر سنہ ۶۲ء
خالد محمود ربانی	ایک پراسرار تنظیم — فری میسن نوائے وقت لاہور - ۲۹ اکتوبر سنہ ۶۲ء
الطاف علی بریلوی	آج کے تعلیمی مسائل انجام کراچی - ۱۶ اکتوبر سنہ ۶۲ء
ذاکر حسین	تعلیم کی روایاتی قدریں امروز لاہور - ۱۹ اکتوبر سنہ ۶۲ء
ایک معلم	ہمارے نجی تعلیمی ادارے شاداب پشاور یکم - ۱۶ اکتوبر سنہ ۶۲ء
ماجیو سکسینہ	مغربی جرمنی کی تعلیمی پالیسی کے کچھ پہلو چار بھائی دہلی - اکتوبر سنہ ۶۲ء
شوکت علی صدیقی	امتحانات میں ناکامی — آخر کیوں امروز لاہور - ۹ اکتوبر سنہ ۶۲ء
——	طلبہ کے لئے زندگی کے زاویے (صفائی - نیکی - تندرستی) ہمدرد صحت کراچی - اکتوبر سنہ ۶۲ء
——	امریکی بچوں کے لئے پاکستان پر کتابیں لیل و نہار لاہور - ۷ اکتوبر سنہ ۶۲ء
محمد بدر منیر	دیال سنگھ کالج (لاہور) اقدام لاہور - ۷ اکتوبر سنہ ۶۲ء
محمد بدر منیر	ہیلی کالج آف کامرس (لاہور) اقدام لاہور - ۱۴ اکتوبر سنہ ۶۲ء
جمیل احمد صدیقی	مشترکہ یورپی منڈی — مستقبل کے پس منظر امروز لاہور - ۲۲ اکتوبر سنہ ۶۲ء
شیر محمد بھٹی	یورپی مشترکہ منڈی - ایک نیا اقتصادی سامراج اقدام لاہور - ۷ اکتوبر سنہ ۶۲ء
——	انسان کی پہلی پرواز انجام کراچی - اکتوبر سنہ ۶۲ء
نور خاں	پاکستان انٹرنیشنل ایئرلائنز کا دور جدید امروز لاہور - ۷ اکتوبر سنہ ۶۲ء
نادرہ مفتی	عورتوں کے ملازمت کرنے میں کوئی حرج نہیں امروز لاہور - ۴ اکتوبر سنہ ۶۲ء
حفیظ، ایم۔ اے	امثال و اقوال (۲) نوائے ادب بمبئی - اکتوبر سنہ ۶۲ء

لسانیات

محمد مصطفیٰ	نحوی اور لغوی تحقیق ہماری زبان علی گڑھ - ۸ اکتوبر سنہ ۶۲ء
نیر اقبال	گیرسیم لے بے ڈف (ایک روسی سیاح جو سنہ ۱۷۸۵ء میں ہندوستان آیا تھا جس نے سنہ ۱۸۰۱ء میں اردو زبان کی قواعد پر ایک کتاب لکھی) ہماری زبان علی گڑھ - ۱۵ اکتوبر سنہ ۶۲ء
محمد مصطفیٰ	مصدر اسم ہے یا فعل ہماری زبان علی گڑھ - ۱۵ اکتوبر سنہ ۶۲ء
غلام رسول	تلفظ اور املا کی اصلاح ہماری زبان علی گڑھ - ۲۲ اکتوبر سنہ ۶۲ء
ادارہ	پیدائشِ لوح و قلم (عروضی بحث و وضاحت) لوح و قلم سکھر - جلد ۲ شمارہ ۱

طاہر محسن کاکوروی	نوراللغات اور فرہنگ آصفیہ (آخری قسط) نگار پاکستان کراچی - اکتوبر ۶۲؁
حمید اللہ	پاکستانی زبانوں کا رسم الخط وفاق شاداب پشاور - ۲۹، اکتوبر ۶۲؁
شوکت سبزواری	اردو روزمرہ اور محاورہ صحیفہ لاہور - اکتوبر ۶۲؁
احمد عبداللہ المسدوسی	افریقہ کی نسلیں اور زبانیں ماہِ نو کراچی - اکتوبر ۶۲؁
بلدیو خان شروانی	اردو الفاظ کا رومن املا نوائے ادب بمبئی - اکتوبر ۶۲؁
ماسوئیہ لیانگ	چینی اقلیتوں کے نئے رسم الخط جنگ کراچی - ۲، اکتوبر ۶۲؁
احتشام حسین	ہندوستانی لسانیات کا خاکہ ہماری زبان علی گڑھ یکم اکتوبر ۶۲؁
آفتاب اختر	غیر ملکی زبانوں کا مطالعہ ہماری زبان علی گڑھ - ۱۵، اکتوبر ۶۲؁
تاجور سامری	بھاشا میں برہمن داد (ہندوستانی زبان کے مسئلہ پر تبادلہ خیالات) جوار بھاٹا دہلی - اکتوبر ۶۲؁
ــــــــ	ہماری مشکلات اور ان کا حل ــــ (پنجابی زبان اور ادب پر ایک مجلس مذاکرہ کی روداد) لیل و نہار لاہور - ۲۱، اکتوبر ۶۲؁
رشید الدین	تلگو زبان اور ادب کا ارتقاء آجکل دہلی - اکتوبر ۶۲؁
حبیب علاؤالدین	آندھرا سرسوت پریشد، حیدر آباد - (تلگو زبان کی ترویج و اشاعت کا ایک ادارہ) ملاپ حیدرآباد دکن - ۲۴، اکتوبر ۶۲؁

سائنس

وحید قیصر ندوی	مرکزی سائنسی تحقیقاتی ادارہ جنگ کراچی ۱، اکتوبر ۶۲؁
	ٹوٹنے والے ستاروں کی تحقیق کرنے والا سائنس دان انجام کراچی - ۱، اکتوبر ۶۲؁
ــــــــ	پر خلائی عہد — اسپتنک نمبر ۱ سے سگما نمبر ۷ تک جنگ کراچی - ۱۲، اکتوبر ۶۲؁
ــــــــ	امریکی خلانورد — والٹر شرا لیل و نہار لاہور - ۱۴، اکتوبر ۶۲؁
عبدالرشید	ایٹم کی جستجو استقلال لاہور - ۱۲، اکتوبر ۶۲؁
تمثال عسکری	زلزلے کیوں آتے ہیں جنگ کراچی - ۸، اکتوبر ۶۲؁
ــــــــ	موسمی راکٹ اور فضائے آسمانی کے سربستہ راز انجام کراچی - ۳۱، اکتوبر ۶۲؁
ــــــــ	مصنوعی بارش اور اس کا طریقہ انجام کراچی - ۲۴، اکتوبر ۶۲؁
علی ناصر زیدی	تم سلامت رہو ہزار برس - آئن سٹائن کا نظریہ حیات (۱) امروز لاہور - ۲۸، اکتوبر ۶۲؁

	علوم مفیدہ
———	تھائی لیبڈومائیڈ (ایک دوا جس کے استعمال سے اپاہج بچے پیدا ہوتے ہیں)
	جنگ کراچی۔ ۲۰ اور ۲۴ اکتوبر ۶۲ء
———	بے خوابی کے متعلق جدید ترین تحقیقات
	ہمدرد صحت کراچی۔ اکتوبر ۶۲ء
علی ناصر زیدی	الرجی ـــ یا ـــ وہم
	انجام کراچی۔ ۲۸، اکتوبر ۶۲ء
———	معزات چشم
	ہمدرد صحت کراچی۔ اکتوبر ۶۲ء
———	دانتوں کی دل چسپ کہانی
	ہمدرد صحت کراچی۔ اکتوبر ۶۲ء
حبیب، علاؤالدین	رو بیندر بھارتی (نشیلی تعمیر حیدرآباد آندھرا پردیش کی عمارت)
	ملاپ حیدرآباد دکن، ۱۷، اکتوبر ۶۲ء
انور عارف	عظیم الشان منگلا پروجیکٹ
	جنگ کراچی۔ ۲۸، اکتوبر ۶۲ء
———	منگلا بند۔ تابناک مستقبل کا پیشرو
	امروز لاہور۔ ۲۷ اکتوبر ۶۲ء
امتیازی۔ آئی۔ اے	غلام محمد بیراج
	امروز لاہور۔ اکتوبر ۶۲ء
	جنگ کراچی۔ ۲، اکتوبر ۶۲ء
	نوائے وقت لاہور۔ ۱، اکتوبر ۶۲ء
نقوی، ایس۔ ایم۔ اے	گدو بیراج پروجیکٹ
	نوائے وقت لاہور۔ ۱، اکتوبر ۶۲ء

رحیم چودھری۔ اے	زمینوں کو قابل کاشت بنانے کے لئے نباتاتی پیپوں کا استعمال
	امروز لاہور، اکتوبر ۶۲ء
	جنگ کراچی۔ ۲، اکتوبر ۶۲ء
	نوائے وقت لاہور۔ ۱، اکتوبر ۶۲ء
محمد ابراہیم قریشی	چھوٹے بند اور ان کے فائدے
	امروز لاہور۔ ۱، اکتوبر ۶۲ء
	نوائے وقت لاہور۔ ۱، اکتوبر ۶۲ء
	جنگ کراچی۔ ۲۰، اکتوبر ۶۲ء
حق نواز	زرعی ترقیاتی کارپوریشن کے مقاصد، کام اور کارنامے۔
	امروز لاہور۔ ۱، اکتوبر ۶۲ء
	جنگ کراچی۔ ۲، اکتوبر ۶۲ء
	نوائے وقت لاہور۔ ۱، اکتوبر ۶۲ء
قریشی۔ اے۔ آر	زرعی ترقیاتی کارپوریشن کا نظام رسد
	امروز لاہور۔ ۱، اکتوبر ۶۲ء
	نوائے وقت لاہور۔ ۱، اکتوبر ۶۲ء
———	ملکی زراعت میں انقلاب۔ پاکستان کی زرعی ترقیاتی کارپوریشن کا کردار
	امروز لاہور۔ ۲۷، اکتوبر ۶۲ء
سرفراز حسین	خیرپور میں انسداد سیم
	جنگ کراچی۔ ۱، اکتوبر ۶۲ء
———	صحرا میں سبزہ (صحراؤں میں کاشت کے امکانات)
	انجام کراچی۔ ۲۲، اکتوبر ۶۲ء

مصنف	عنوان و ماخذ
شمیم احمد	سیم اور تھور کی انسدادی مہم کا ایک سال امروز لاہور ۔ ۲۷ اکتوبر ۱۹۶۲ء
	(نوٹ یہی مضمون جنگ کراچی ۔ ۲۸ اکتوبر ۱۹۶۲ء میں سیم اور تھور کا انسداد کے عنوان سے شائع ہوا)
زبیدہ جبیں	کھانا ۔ توجہ اور شوق سے پکایئے اور محبت سے کھلایئے امروز لاہور ۔ ۱۸ اکتوبر ۱۹۶۲ء
بیگم ممتاز سلطانہ	گڑیوں کے کھیل سے تربیت استقلال لاہور ۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء
خورشید النواز	اپنے بچوں کو ازدواجی اور گھریلو جھگڑوں سے الگ رکھئے ۔ امروز لاہور ۔ ۱۱ ۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء
آزاد انصاری	چائے ۔ تاریخ کے آئینے میں امروز لاہور ۔ ۱۰ ۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء
——	موسم سرما کی ضرورت ۔ اون امروز لاہور ۔ ۲۱ اکتوبر ۱۹۶۲ء
طاہر کیانی	فولاد لیل و نہار لاہور ۔ ۲۸ ۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء

فنون لطیفہ

مصنف	عنوان و ماخذ
لیوی ایچ	کچھ فن اور اقدار کے بارے میں مترجم اکبر حسین قریشی جام جم سکھر ۔ جلد ۲ شمارہ ۱
سلیم خان گمی	شہروں کا شہر ۔ اسلام آباد امروز لاہور ۔ ۲۷ اکتوبر ۱۹۶۲ء
کاشین لسر چیڈ	برطانیہ کی نئی بستیاں انجام کراچی ۔ ۲۴ ۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء
مجیب محبوب اللہ	مغل فن تعمیر اقدام لاہور ۔ ۲۸ ، اکتوبر ۱۹۶۲ء
حسن جرار	لال قلعہ دہلی اور اس کی عمارات کردار نو کراچی ۔ جولائی اگست ۱۹۶۲ء
فدا احمد کاردار	لاہور اسٹیڈیم کا ماضی، حال اور مستقبل استقلال لاہور ۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء
خلوت	موتی مسجد (لال قلعہ دہلی) امروز لاہور ۔ ۷ ، اکتوبر ۱۹۶۲ء
——	اسلامی تاریخ کے چند آثار مقدسہ انجام کراچی ۔ ۲۳ ، اکتوبر ۱۹۶۲ء
مقبول احمد دہلوی	مقبرہ بابر امروز لاہور ۔ ۲۱ ، اکتوبر ۱۹۶۲ء
ارشد سلمان	نقش بر دیوار (چھٹی قومی نمائش فن) ماہ نو کراچی ۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء
حنیف رامے	ہماری جدید مصوری محور دہلی ۔ اکتوبر ۔ نومبر ۱۹۶۲ء
سالک محمد علم الدین	قرون وسطےٰ میں خطاطی کی اہمیت سیارہ لاہور ۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء
فیروز بخت قاضی	فوٹوگرافی کا تخلیقی فن انجم کراچی ۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء
حبیب علاؤ الدین	مسٹری محمد ولی الدین ۔ (حیدرآباد کے ایک ابھرتے ہوئے فوٹو گرافر) ملاپ حیدرآباد دکن ۔ ۱۰ ، اکتوبر ۱۹۶۲ء
صلاح الدین ناسک	شمی کوبانیوں کا موضوع استقلال لاہور ۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء

حمید احمد	ماہر لیسن قلاش فوٹو گرافر شیخ میراں بخش
	جنگ کراچی - ۶ اکتوبر ۶۲ء
قریشی اے - زید	فلمیں اور معیار
	جنگ کراچی - ۵ اکتوبر ۶۲ء
قرد لوی محمد یعقوب	پاکستانی فلمیں اور ہم
	جنگ کراچی - ۵ اکتوبر ۶۲ء
سخاوت علی	مقبول اداکار علاؤ الدین
	جنگ کراچی - ۱۲ اکتوبر ۶۲ء
———	میرا مین مزد
	انجام کراچی - ۲۵ اکتوبر ۶۲ء
مسعود پرویز	"سرسنگیت" پر تبصرہ - جواب الجواب
	لیل و نہار لاہور - ۷ ر ۱۴ اکتوبر ۶۲ء
رشید ملک	موسیقی میں راگ اور وقت کا تعین
	امروز لاہور - ۲۷ اکتوبر ۶۲ء
ماجد صدیقی	ہیرٹیاں - پوٹھوہاری لوک گیت
	استقلال لاہور - اکتوبر ۶۲ء
محمد حسین	مشرقی پاکستان کے رزمیہ گیت
	مجلس لاہور - اکتوبر ۶۲ء
وحید قیصر ندوی	مشرقی پاکستان کے عوامی نغمے
	جنگ کراچی - ۵ اکتوبر ۶۲ء
زبیر رضوی	پھول والوں کی سیر (دہلی کا ایک عوامی میلہ)
	محور دہلی - اکتوبر نومبر ۶۲ء
شاہد احمد دہلوی	برکھا رت کی بہار (ماہا لیان دہلی کے عوامی رسم و رواج)
	ساقی دہلی - اکتوبر ۶۲ء

صرفی، بشیر	تھیٹر - نمائندہ فن کی حیثیت سے
	لیل و نہار لاہور - ۲۱ اکتوبر ۶۲ء
عاشق حسین بٹالوی	برطانیہ کی سیر ---- تھیٹر
	لیل و نہار لاہور - ۱۴ اکتوبر ۶۲ء
ارشاد پنجتن	خاموش اداکاری اور اسٹیج کا رقص
	جوار بھاٹا دہلی - اکتوبر ۶۲ء
سخاوت علی	ہاکی اور ہمارے فرائض
	جنگ کراچی - ۸ اکتوبر ۶۲ء
———	اسکواش چیمپئن ہاشم خان
	جنگ کراچی - ۱۵ اکتوبر ۶۲ء

ادب

اختر، بشیر محمود	ادب میں مقصدیت کا سوال
	ساقی کراچی - اکتوبر ۶۲ء
اصغر، ایم عمیر	ادب اور ترقی سائنس
	انجم کراچی - اکتوبر ۶۲ء
امین الرحمان	کلاسیکیت: تحریک اور تصور
	ماہ نو کراچی اکتوبر ۶۲ء
دیوندر آستر	ادب اور نفسیاتی تاریخ
	نقوش لاہور - شمارہ نمبر ۹۵
رشید احمد	ادیب اور آزادی
	جام جم سکھر - جلد ۲ شمارہ نمبر ۱
محمد تقی	ادب عالی
	انشا کراچی - اکتوبر ۶۲ء
انعام صدیقی	نیا شعر - ایک المیہ
	قندیل لاہور - ۷ اکتوبر ۶۲ء

محمد حسن فاروقی	شاعری اور پوئیٹری	ساقی کراچی - اکتوبر ۶۲ء
وزیر آغا	شاعری میں سمبلزم کی تحریک	ماہ نو کراچی - اکتوبر ۶۲ء
بلراج ساہنی	ڈرامے اور فلم میں حقیقت پسندی مترجمہ الیس میرزادہ	امروز لاہور - ۱۵، اکتوبر ۶۲ء

اردو ادب ——— تاریخ و تنقید

خورشید، عبدالسلام	اردو رسائل کی کہانی	کتابی دنیا کراچی - اکتوبر ۶۲ء
حبیب، عضد الدین	آندھرا پردیش ساہتیہ اکیڈمی ـ حیدرآباد	ملاپ حیدرآباد دکن - ۲۱، اکتوبر ۶۲ء
———	مجلس ترقی ادب لاہور کی کارگزاری ۶۲ء	صحیفہ لاہور - اکتوبر ۶۲ء
سہیل بخاری	اردوئے قدیم	نقوش لاہور - شمارہ نمبر ۹۵
ربانی، خالد محمود	اردو کا محسنِ اعظم (جان گلکرائسٹ)	قندیل لاہور - ۲۸، اکتوبر ۶۲ء
جاوید نہال	حیدری (حیدر بخش حیدری) کی ایک غیر مطبوعہ تاریخ (تاریخ جہانگشائے نادری مولفہ منشی محمد مہدی)	ہماری زبان علی گڑھ - یکم اکتوبر ۶۲ء
سجاد باقر رضوی	اردو ادب کے موجودہ رجحانات	امروز لاہور - ۷، اکتوبر ۶۲ء

———	ادب اور ثقافت - دورِ انقلاب میں	امروز لاہور - ۲۷، اکتوبر ۶۲ء
خاور، رفیق	سنابرق - پاکستانی ادبیات پر تبصرہ	ماہ نو کراچی - اکتوبر ۶۲ء
رخ	نظرہائے تیز تیز (پاکستانی مطبوعات پر ایک سرسری تبصرہ)	ماہ نو کراچی - اکتوبر ۶۲ء
منوچہر	لاہور کا ادبی گزٹ (لاہور کے ادیبوں کی کاوشوں کا تذکرہ)	نصرت لاہور - اکتوبر ۶۲ء

اردو ادب ـ شعر و شاعری ـ تاریخ و تنقید

انجمن فردوسِ ادب لکھنؤ	مشاعرہ "یادِ جگر" (روداد)	فروغِ اردو لکھنؤ - اکتوبر ۶۲ء
عابد انصاری	مشاعرے	ملاپ حیدرآباد دکن - ۱۰، اکتوبر ۶۲ء
فرخ کمال	قوسِ قزح (اردو شاعری)	قندیل لاہور - ۱۴، اکتوبر ۶۲ء
رؤف نقش	اردو نظم اور علامت نگاری	ملاپ حیدرآباد دکن - ۱۷، اکتوبر ۶۲ء
عابد حسین	اردو شاعری کی سیکولر روایات	کتاب نما دہلی - اکتوبر ۶۲ء
عبادت بریلوی	اردو میں نظم نگاری کی روایت	افکار کراچی - اکتوبر ۶۲ء

محمد عقیل	مثنوی میں مقامی رنگ	اکبر علی خاں	نکات و رقعات (غالب کا ایک نادر
	نقوش لاہور۔ شمارہ نمبر ۹۵		مجموعہ)
نارنگ، گوپی چند	اردو شاعری اور وطنیت		نقوش لاہور۔ شمارہ نمبر ۹۵
	لاہور۔ ۱۵ اکتوبر ۶۲ء	رشید حسن خاں	غالب کے خطوط
رضوی، سجاد باقر	موجودہ اردو غزل کا مسئلہ		لاہور ۱۸ اکتوبر ۶۲ء
	قندیل لاہور۔ ۲۱ اکتوبر ۶۲ء	طالب، این۔ ایل۔ سکے	
حسین رضوی	نئی نظم اور نچلا دھڑ		سرمایۂ کلام غالب (۹) مرزا کا شاعرانہ
	انشاء کراچی۔ اکتوبر ۶۲ء		ماحول۔
سلیم احمد	تثلیث کا تیسرا پایہ (نئی شاعری میں		نوائے ادب بمبئی۔ اکتوبر ۶۲ء
	محبت کا کیا مفہوم ہے)	قدرت نقوی	نواہائے راز (مالک رام کے مضمون
	ادب لطیف لاہور۔ اکتوبر ۶۲ء		غلطی ہائے مضامین مطبوعہ ماہ نو اکتوبر
طاہر احمد	جدید شاعری کا المیہ		۶۲ء کا جواب)
	ماہ نو کراچی۔ اکتوبر ۶۲ء		ماہ نو کراچی۔ اکتوبر ۶۲ء
فرقت کاکوروی، غلام احمد	میر کے کلام میں طنز و مزاح	مالک رام	غلطیہائے مضامین (غالب کے مذہب کے
	نقوش لاہور۔ شمارہ نمبر ۹۵		بارے میں سید قدرت نقوی کے مضمون
مرتضیٰ حسین بلگرامی	میر — ایک مختصر تجزیہ		"غالب کون ہے" (ماہ نو۔ فروری ۶۲ء)
	آج کل دہلی۔ اکتوبر ۶۲ء		پر اعتراضات)
نثار احمد فاروقی	میر کی مثنوی شعلۂ شوق کا ماخذ		ماہ نو کراچی۔ اکتوبر ۶۲ء
	نقوش لاہور۔ شمارہ نمبر ۹۵	فرمان فتح پوری	مومن کی حیات معاشقہ
فائق رامپوری، کلب علی خان	تاباں (عبدالحئی تاباں)		نگار پاکستان کراچی۔ اکتوبر ۶۲ء
	صحیفہ لاہور۔ اکتوبر ۶۲ء	نیاز فتحپوری	مومن کی ہجر بندیاں
طاہرہ تقی	مصحفی کی انفرادیت		نگار پاکستان کراچی۔ اکتوبر ۶۲ء
—	سب رس حیدرآباد دکن۔ ستمبر اکتوبر ۶۲ء	محمد عسکر	مخمس اور احوال دہلی (شہر آشوب بیت قلی
شاد عظیم آبادی	میر انیس		خاں حسرت)
	جام جم سکھر۔ جلد ۲ شمارہ ۱		نقوش لاہور۔ شمارہ نمبر ۹۵

نادم سیتاپوری	مردان علی خاں رعنا (تلمیذ غالب) ہماری زبان علی گڑھ۔ ۲۲ اکتوبر ۱۹۶۲ء	بیدار، عابد رضا	حسرت (۱۳ ویں قسط) برہان دہلی۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء
عبدالقوی دریابادی	معاصرین کا ذکر کلام اکبر (الہ آبادی) میں فروغ اردو لکھنؤ۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء	محی الدین احمد	سید رضی الدین کیفی سب رس حیدرآباد دکن ستمبر اکتوبر ۱۹۶۲ء
عقیل اشرف	اکبر الہ آبادی اور ان کی شاعری نئی قدریں حیدرآباد پاک۔ ستمبر۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء	تفضیل جعفری	محبوب حسین تجلی (الہ آباد کے ایک شاعر) سب رس حیدرآباد دکن۔ ستمبر اکتوبر ۱۹۶۲ء
سیفی پریمی	اسمٰعیل میرٹھی بحیثیت غزل گو سب رس حیدرآباد دکن ستمبر۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء	سعادت نظیر	علی اختر (مرحوم) کی شاعری نوائے ادب بمبئی۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء
حفیظ ایم۔ اے	شاہ محمد ولی اللہ ادیب (ولادت ۱۲۹۱ھ۔ وفات ۱۳۵۲ھ حیدرآباد دکن کے ایک صوفی منش شاعر)	احمد رفاعی	شعلۂ طور جگر کی اصلاحیں تحریک دہلی۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء
	ہماری زبان علی گڑھ۔ ۲۲ اکتوبر ۱۹۶۲ء	جگر مراد آبادی	میرا کلام میری نظر میں تحریک دہلی۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء
شمیم احمد	احقر بہاری اور ان کا رنگ تغزل ولادت ۱۸۵۹ء۔ وفات ۱۹۳۰ء	جگر مراد آبادی	میں اور میرا زمانہ تحریک دہلی۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء
	ساقی کراچی۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء	صابر شاہ آبادی	جگر کی غزل گوئی تحریک دہلی۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء
شاہین احمد علوی	محسن کاکوروی شخصیت اور شاعری ستارہ لاہور۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء	میکش اکبرآبادی	جگر مراد آبادی تحریک دہلی۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء
احمد علی بیگ چغتائی	مولانا محمد علی جوہر مرحوم کی شاعری ملاپ حیدرآباد دکن۔ ۱۴ اکتوبر ۱۹۶۲ء	نظیر صدیقی	کچھ جگر کے بارے میں تحریک دہلی۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء
دریبندر پرشاد سکسینہ بدایونی	انصار حسین زلالی بدایونی سب رس حیدرآباد دکن ستمبر۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء	گوپی چند نارنگ	جوش اور فراق کا جمالیاتی احساس محور دہلی۔ اکتوبر۔ نومبر ۱۹۶۲ء
وفا راشدی	وحشت بحیثیت قومی شاعر جنگ کراچی۔ ۳۱ اکتوبر ۱۹۶۲ء	شوق	فراق اور ان کی شاعری امروز لاہور۔ ۱۴ اکتوبر ۱۹۶۲ء

شعیب احمد حنفی — شادانی —— ایک غزل گو (عندلیب شادانی)
جام نو کراچی - اکتوبر ۶۲ء

اختر علی تلہری — آنند نرائن ملاؔ کی شاعری
اقدام لاہور - ۲۱، اکتوبر ۶۲ء

ج - ا — یاں وہی ہے جو اعتبار کیا (عبدالعزیز خالد کی
تمثیلی نظموں کے مجموعے برگِ خزاں پر
تنقید و تبصرہ)
انشاء کراچی - اکتوبر ۶۲ء

کنہیا لال کپور — عظیم طنز نگار ۔ شنکر تونسوی کی شاعری
ملاپ حیدر آباد دکن - ۲۴، اکتوبر ۶۲ء

عثمان عرفانی — ایک جواں فکر شاعر (سید آلِ احمد کے فن کا
جائزہ)
نئی قدریں حیدر آباد پاک - ستمبر اکتوبر ۶۲ء

عارف سیالکوٹی — محمود وجدانی (ایک شاعر اور ادیب)
سیارہ لاہور - اکتوبر ۶۲ء

محمد حسن عسکری — آثارِ قدرہ (منشی ثنا احمد سہارنپوری کا
تعارف جو منقوطہ کلام کے لئے صؔبر اور غیر
منقوطہ کے لئے عؔصر تخلص کرتے ہیں)
ادب لطیف لاہور - اکتوبر ۶۲ء

منوہر پرشاد مانظر — کشمیر کی جواں مرگ اُردو شاعرہ شہزادی کلثوم
ملاپ حیدر آباد دکن - ۲۱، اکتوبر ۶۲ء

اردو ادب —— ناول افسانہ اور مکاتیب

محمود فاروقی — اُردو ناول میں تعمیری رجحانات
چراغِ راہ کراچی - اکتوبر ۶۲ء

وحید قریشی — جدید اردو ادب کے سنگ میل - تنقیدی
لیل و نہار لاہور - ۷، اکتوبر ۶۲ء

جلیلؔ، انیل پرشاد — دکھنی انوار سہیلی - دکھنی اُردو کا ایک قابل
قدر ترجمہ
نوائے ادب بمبئی - اکتوبر ۶۲ء

ادیبؔ لطیف حسین — سرشار کی ناول نگاری
لیل و نہار لاہور - ۱۴، اکتوبر ۶۲ء

افسر حسین — خوجی کی آمد - رتن ناتھ سرشار کا شاہکار
کردار -
ملاپ حیدر آباد دکن - ۱۰، اکتوبر ۶۲ء

وقار عظیم — ایک عجیب الخلقت ہیرو (فسانہ آزاد کا
آزاد)
ماہ نو کراچی - اکتوبر ۶۲ء

یوسف سرمست — مرزا رسوا اور ان کا فن
افکار کراچی - اکتوبر ۶۲ء

نیگندر — مقدمہ شعر و شاعری پر ایک نظر (۱)
آج کل دہلی - اکتوبر ۶۲ء

احمر رفاعی — پریم چند اور ان کا آرٹ
جام نو کراچی - اکتوبر ۶۲ء

محمد پرویز — منٹو اور فحش نگاری
نئی قدریں حیدر آباد پاک ستمبر - اکتوبر ۶۲ء

فتح محمد ملک — قدرت اللہ شہاب —— افسانہ
نگاری سے خطابت تک
نقوش لاہور، شمارہ نمبر ۹۵

ہما میرٹھی ۔ سبزی ڈیمس
مکاتیب شاکر میرٹھی
سب رس حیدرآباد دکن ۔ ستمبر ۔ اکتوبر ۶۲ء

اقبالیات

یدا اللہ — اقبال اور حلاج
اقبال لاہور ۔ اکتوبر ۶۲ء

خورشید عبداللہ — اقبال اور شمالی ہند کے مسلمانوں کی علیحدہ سیاست
امروز لاہور ۔ ۲۷ ، اکتوبر ۶۲ء

عبدالواحد — اقبال کے خطوط
اقدام لاہور ۔ ۲۸ ، اکتوبر ۶۲ء

محمد شفیع — باتیں ان کی یاد رہیں گی ۔ (علامہ اقبال سے ۳۶ء میں ایک مختصر ملاقات)
استقلال لاہور ۔ اکتوبر ۶۲ء

ادیب سطیف حسین — مطالعہ "خضر راہ"
سات رنگ کراچی ۔ ستمبر ۔ اکتوبر ۶۲ء

مہرالدین — اقبال اور سٹر
گردارنو کراچی ۔ جولائی اگست ۶۲ء

یحییٰ ممی — اقبال اور گوئٹے
شاداب پشاور ۔ ۱۶ ، اکتوبر ۶۲ء

بابائے اُردو

اسلوب احمد انصاری — مولوی عبدالحق کی مرقع نگاری
امروز لاہور ۔ ۷ ، اکتوبر ۶۲ء

اسلوب احمد انصاری — مولانا عبدالحق کی مرقع نگاری
امروز لاہور ۔ ۱۴ ، اکتوبر ۶۲ء

جلیل قدوائی — مکتوبات عبدالحق
نئی قدریں حیدرآباد پاک ، ستمبر ، اکتوبر ۶۲ء

غلام محمد خان — بابائے اُردو کا مذہب ۔
صدق جدید لکھنو ۔ ۱۹ ، اکتوبر ۶۲ء

یوسفی محمد اقبال — بابائے اُردو ۔ ڈاکٹر مولوی عبدالحق مرحوم
اقدام لاہور ۔ ۱۴ ، اکتوبر ۶۲ء

ڈاکٹر زور

بھگوان ، رانا بھگوان داس — ڈاکٹر زور ۔ زبانِ اُردو کا ایک درد مند خدمت گزار
قندیل لاہور ۔ ۷ ، اکتوبر ۶۲ء

سعادت جہاں — موت سے کس کو رستگاری ہے ۔ (زور)
ملاپ حیدرآباد دکن ۔ ۲ ، اکتوبر ۶۲ء

سید محمد — گولکنڈے کا ہیرا ۔۔ ڈاکٹر زور
ملاپ حیدرآباد دکن ۔ ۲ ، اکتوبر ۶۲ء

شاہد حمید الدین — ڈاکٹر زور
جنگ کراچی ۔ ۲۲ ، اکتوبر ۶۲ء

مرغوب صدیقی — ڈاکٹر زور مرحوم کی علم دوستی اور ادب پروری
ملاپ حیدرآباد دکن ۔ ۲ ، اکتوبر ۶۲ء

——— — ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور مرحوم
ملاپ حیدرآباد دکن ۔ ۲ اکتوبر ۶۲ء

فارسی ادب

سید احمد — دیانت رائے ۔ عہد عالمگیری کا ایک ہندو شاعر
بصائر کراچی ۔ اکتوبر ۶۲ء

سید حسن — کچھ مظہر کے بارے میں (عہد تغلق کا ایک نیم گمنام مگر اہم فارسی شاعر)
معارف اعظم گڑھ۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء

عبدالرشید — مثنوی مولانا روم (مثنوی کے چند اشعار جو رائج اشعار سے مختلف ہیں)
برہان دہلی۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء

غوری، شبیر احمد خاں — خیام کا قدیم ترین تذکرہ
معارف اعظم گڑھ۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء

فضا ہمدانی — اور سعدی نے کہا
امروز لاہور، ۲۷ اکتوبر ۱۹۶۲ء

گمان، باغ حسین — ملکہ نورجہاں کی شاعری
استقلال لاہور۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء

مشیر واسطی — ایک شعر اور اس کی شرح (مثنوی مولانا روم)
آئینہ ات دانی چرا غماز نیست
زانکہ زنگار از رخش ممتاز نیست
انجام کراچی۔ ۲۸ اکتوبر ۱۹۶۲ء

محمد بسر — ہفت تماشائے مرزا قتیل (۶)
برہان دہلی۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء

دیگر زبانوں کا ادب

ممتاز شیریں — بورخیس۔ کافکا کا نیا جنم (بورخیس لاطینی امریکہ کے سب سے بڑے جینئس جو ہسپانوی زبان میں کہانیاں لکھتے ہیں)
ادب لطیف لاہور۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء

شجاعت علی سندیلوی — ہندی ادب کے صاحب طرز شاعر۔ عبدالرحیم خان خاناں
فروغ اردو لکھنؤ۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء

ممتاز بنگلوری — چار بیتہ ہندکو شاعری کی ایک صنف

کلیم اختر — نقش ہائے رنگ رنگ (دو کشمیری شاعر مجہور اور آزاد)
قندیل لاہور ۱۴، اکتوبر ۱۹۶۲ء

سوزوکی تاکیشی — ہائکو — جاپانی شاعری کی ایک صنف
سات رنگ کراچی۔ ستمبر و اکتوبر ۱۹۶۲ء

رئیس امروہوی — زلیخا ایک شعر ایک شاعرہ (ایک ازبک شاعرہ)
انشاء کراچی۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء

عربی شاعری

محمد صادق سیالکوٹی — ایک قصیدہ (ابوفراس ہمام فرزدق)
قندیل لاہور۔ ۷ اکتوبر ۱۹۶۲ء

محمد یوسف — مصر میں جدید شاعری
افکار کراچی۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء

یمن — تاریخ

چراغ علی نادی — یمن — قدیم تہذیب کا گہوارہ
امروز لاہور، ۲۳ اکتوبر ۱۹۶۲ء

شریف فاروق — انقلاب یمن — آنکھوں دیکھا حال
نوائے وقت لاہور۔ ۱۴ اکتوبر ۱۹۶۲ء

غازی اعبدالحمید — امام احمد بن یحییٰ کے بعد
لاہور ۸، اکتوبر ۱۹۶۲ء

غازی، عبدالمجید	انقلاب یمن (۲)	لاہور۔ ۱۵، اکتوبر ۶۲ء
غازی، عبدالمجید	یمن۔ امام احمد بن یحییٰ کے بعد	جنگ کراچی۔ ۱۹، اکتوبر ۶۲ء
میناز رحمت اللہ	یمن ــــ سازشوں اور بغاوتوں کی سرزمین	جنگ کراچی۔ ۷، اکتوبر ۶۲ء

ہندوستان ـــــ تاریخ

قیصر امروہوی محمود حسن	ہندوستان عہد عتیق تاریخ میں (۳)	برہان دہلی۔ اکتوبر ۶۲ء
عابد، عابد علی	یورش تاتار کے تاریخی ماخذ اور متابع	اقبال لاہور۔ اکتوبر ۶۲ء
صباح الدین عبدالرحمٰن	ہندوستان کے سلاطین علما اور مشائخ کے تعلقات پر ایک نظر (۷)	معارف اعظم گڑھ۔ اکتوبر ۶۲ء
صباح الدین عبدالرحمٰن	سلاطین دہلی اور مغل بادشاہوں کے کھانے	نگار پاکستان کراچی۔ اکتوبر ۶۲ء
فیض محمد سومرو	آثار جلیل (سندھ کلہوڑوں کے عہد میں)	ماہ نو کراچی۔ اکتوبر ۶۲ء
بشیر احمد میاں	اسلامی ہند کی بیداری	لاہور ۲۹، اکتوبر ۶۲ء
ـــــ	چین اور بھارت کے سرحدی تنازعات	انجام کراچی۔ ۱۱، اکتوبر ۶۲ء

پاکستان ـــــ تاریخ

شریف المجاہد	ہماری آزادی کی مختصر تاریخ	انجام کراچی۔ ۲۸، اکتوبر ۶۲ء
صداقت رامپوری	جنگ آزادی میں مسلمانوں کا حصہ	انجام کراچی۔ ۲۸، اکتوبر ۶۲ء
سعیدہ خالد	ہمارا وطن	جنگ کراچی۔ ۲۸، اکتوبر ۶۲ء
محمد اسلام	انقلاب سے پہلے انقلاب کے بعد	جنگ کراچی۔ ۲۸، اکتوبر ۶۲ء
حامد مجید	کون سنتا ہے وطن کی فریاد	قندیل لاہور۔ ۲۸، اکتوبر ۶۲ء
غلام احمد پنڈت	آزاد کشمیر کے پندرہ سال	جنگ کراچی۔ ۲۸، اکتوبر ۶۲ء

ترکیہ ـــــ تاریخ

ظفر اسحاق انصاری	دولت عثمانیہ میں غیر مسلم	اقبال لاہور۔ اکتوبر ۶۲ء
ـــــ	ترکی فوج ـــــ ایک تاریخی جائزہ	ایشیا لاہور۔ ۸، اکتوبر ۶۲ء

افریقی ممالک ـــــ تاریخ

ـــــ	صحرائے اعظم (مختلف قوموں کی حریصانہ نگاہوں کا ہدف)	انجام کراچی۔ ۲۴، اکتوبر ۶۲ء
اکرام الرحمٰن محمد	نائجیریا ـــــ افریقہ کی سب سے بڑی آزاد اسلامی ریاست	چراغ راہ کراچی۔ اکتوبر ۶۲ء
اسپیل، ہیب	یوگنڈا	جنگ کراچی۔ ۱۰، اکتوبر ۶۲ء

تیر، ایل۔ بی — یوگنڈا کی آزادی کا سیاسی پس منظر
انجام کراچی۔ ۱۰، اکتوبر ۶۲ء

—— — یوگنڈا۔ آزادی کی دہلیز پر
نوائے وقت لاہور۔ ۷، اکتوبر ۶۲ء

انڈونیشیا ——— تاریخ

مسعود احمد — مغربی ایریان میں پاکستانی فوج
جنگ کراچی ۲۸، اکتوبر ۶۲ء

—— — مغربی ایریان کے تنازعہ کا پس منظر
انجام کراچی ۲۴، اکتوبر ۶۲ء

موناکو اور کیوبا ——— تاریخ

آرتھر ولیم — موبلے اور شہباز کی لڑائی۔ موناکو اور فرانس کی کشمکش۔
جنگ کراچی۔ ۲۰، اکتوبر ۶۲ء

—— — موجودہ تنازعہ میں کیوبا اور فیڈل کاسٹرو کا کردار۔
انجام کراچی۔ ۲۷، اکتوبر ۶۲ء

جغرافیہ و سیاحت

عاشق حسین بٹالوی — برطانیہ کی سیر۔ قدیم روسا کے مکان
لیل و نہار لاہور۔ ۲۸، اکتوبر ۶۲ء

عاشق حسین بٹالوی — برطانیہ کی سیر۔ میلے
لیل و نہار لاہور۔ ۲۱، اکتوبر ۶۲ء

عبدالرشید — سیر فرنگ
صدق جدید لکھنؤ ۵، ۱۲، اکتوبر ۶۲ء

موریس، جیمز — وینس ۔۔ نہروں کا شہر
نصرت لاہور۔ اکتوبر ۶۲ء

ابن جبیر — ابن جبیر کا سفر (۴)، مترجمہ محمد خالد اختر
نصرت لاہور۔ اکتوبر ۶۲ء

الطاف احمد خیری — دلکش نجے پور
ہماری زبان علی گڑھ۔ ۸، اکتوبر ۶۲ء

خلوت، محی الدین — ٹھٹھہ۔ سندھ کا قدیم دارالسلطنت
استقلال لاہور۔ اکتوبر ۶۲ء

اقبال حامد — حیدرآباد۔ شہر لازوال
جنگ کراچی۔ ۲۸، اکتوبر ۶۲ء

مدبر قریشی — ملتان شاہراہ ترقی پر
جنگ کراچی۔ ۲۸، اکتوبر ۶۲ء

مظہر محمد رمضان — ہیر کی نگری میں (جھنگ)
نوائے وقت لاہور۔ ۱۲، اکتوبر ۶۲ء

شفقی، مسعود انور — پشاور ایک تاریخی جائزہ
انجام کراچی۔ ۶، اکتوبر ۶۲ء

مخلص، محمد عبداللہ — پشاور کے باغ
استقلال لاہور۔ اکتوبر ۶۲ء

طاہر احمد — سرنگوں کے اس پار (کوئٹہ)
استقلال لاہور۔ اکتوبر ۶۲ء

—— — ڈھاکہ جو عہد مغلیہ میں مشرق کا عروس البلاد تھا۔
انجام کراچی ۲۸، اکتوبر ۶۲ء

—— — سرزمین ملایا
انجام کراچی۔ ۱۱، اکتوبر ۶۲ء

—— — ملایا اشتراکیت کا مدفن
جنگ کراچی۔ ۱۱، اکتوبر ۶۲ء

سوانح

ایک مبصر	پاکستان کا مردِ آہن اور سیاست کا فیلڈ مارشل
	خان عبدالقیوم خان
	اقدام لاہور۔ ۲۱؍ اکتوبر ٦٢ء
اقبال حامد	حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی
	جنگ کراچی۔ ۳۰؍ اکتوبر ٦٢ء
محمد عثمان اجمیری	حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی
	انجام کراچی۔ ۲۷؍ اکتوبر ٦٢ء
کوثر چاندپوری	ناظم جہاں حکیم محمد اعظم خان
	ہمدردِ صحت کراچی۔ اکتوبر ٦٢ء
عبدالرشید	امیر البحر خیرالدین باربروسہ
	مجلس لاہور۔ اکتوبر ٦٢ء
———	نیدرلینڈ کی شہزادی 'بیٹرکس'
	جنگ کراچی۔ ۲۴؍ اکتوبر ٦٢ء
ممتاز مرزا	ابوریحان محمد بن احمد خوارزمی بیرونی
	(٣٦٢ھ ۔ ٤٤٢ھ)
	نگار پاکستان کراچی۔ اکتوبر ٦٢ء
سردار آلِ احمد	مولانا حفظ الرحمٰن — ایک تاثر
	"تمہاری خوبیاں زندہ، تمہاری نیکیاں باقی"
	نصرت لاہور۔ اکتوبر ٦٢ء
گلزار احمد	عصمت پاشا کے ساتھ چند لمحات
	نصرت لاہور۔ اکتوبر ٦٢ء
محمد اسلام	شہید ملت لیاقت علی خاں
	جنگ کراچی۔ ۱۷؍ اکتوبر ٦٢ء

محمد افتخار	قائد ملت لیاقت علی خان مرحوم
	اقدام لاہور۔ ۱۷؍ اکتوبر ٦٢ء
مختار رانا	خونِ شہدا (لیاقت علی خان)
	انجام کراچی۔ ۱۷؍ اکتوبر ٦٢ء
مصطفٰے علی بریلوی	لیاقت علی خان اور مذہبی تعلیم
	انجام کراچی۔ ۱۷؍ اکتوبر ٦٢ء
مینن کے۔ پی۔ ایس	خراج تحسین (قائد ملت)
	انجام کراچی۔ ۱۷؍ اکتوبر ٦٢ء
ناطق ادیب ، ایس۔ ایس۔ لیسین	
	شہید قوم (لیاقت علی خان)
	انجام کراچی۔ ۱۷؍ اکتوبر ٦٢ء
یوسف ہارون	بے پناہ سنجیدگی (لیاقت علی خان)
	انجام کراچی۔ ۱۷؍ اکتوبر ٦٢ء
اکبرالدین صدیقی	محمود گاواں کی صوفیانہ زندگی
	جام جم سکھر۔ جلد ۲ شمارہ ۱۰
یکتا گیلانی	حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ
	امروز لاہور۔ ۲۶؍ اکتوبر ٦٢ء
محمد سخاوت مرزا	سید شاہ محی الدین پھلواری مرحوم اور اُن کی تالیفات
	بصائر کراچی۔ اکتوبر ٦٢ء
ذاکر حسین	سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاؒ
	جنگ کراچی۔ ۳۱؍ اکتوبر ٦٢ء
رحمت، منظور احمد	حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی (ریاست بہاولپور کے ایک صوفی بزرگ)
	نوائے وقت لاہور۔ ۵؍ اکتوبر ٦٢ء

خورشید عبدالسلام	عبدالمجید سالک (ذاتی زندگی کے چند پہلو)
	استقلال لاہور۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء
———	تنکو عبدالرحمٰن ابن المرحوم سلطان عبدالحلیم شاہ
	(سوانح حیات)
	انجام کراچی۔ ۱۱۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء
———	تنکو عبدالرحمٰن "سونے کے جزیرے" کے
	جلیل القدر وزیر اعظم
	نوائے وقت لاہور۔ ۱۰۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء
———	وزیر اعظم ملایا تنکو عبدالرحمٰن
	جنگ کراچی۔ ۱۱۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء
شفیق حسن	پروفیسر ٹوائن بی
	انشا کراچی۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء
عبدالمجید قریشی	نواب وقار الملک
	نصرت لاہور۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء
———	وزیر اعظم ملایا تنکو عبدالرحمٰن
	جنگ کراچی۔ ۱۱۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء
حبیب اشعر	زنوبیا ——— ملکۂ تدمر
	نصرت لاہور۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء
مائل نقوی	بعض مشاہیر شعراء کے غیر مطبوعہ حالات
	امروز لاہور۔ ۲۱۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء

اکتوبر ۱۹۶۲ء کے اُردو رسائل اور اخبارات میں مندرجہ ذیل کتابوں اور رسائل پر ریویو شائع ہوئے

نسیر الدین ہاشمی مرتب	کتب خانۂ آصفیہ کے اُردو مخطوطات ۲ جلد
	سب رس حیدرآباد دکن ستمبر اکتوبر ۱۹۶۲ء
جیمز یوٹس	زندگی کا راستہ
	نوائے وقت لاہور۔ ۱۰۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء
جیمز یوسس ٹیمس	کامیابی کا راستہ
	نوائے وقت لاہور۔ ۲۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء
سلمان محمد اقبال	آداب زندگی
	نوائے وقت لاہور۔ ۲۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء
موروا، آندرے	جینے کا قرینہ
	نوائے وقت لاہور۔ ۲۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء
اکرم طاہر	روزمرہ نفسیات
	امروز لاہور۔ ۷۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء
	جنگ کراچی ۴۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء
نصرت لاہور۔	نفسیات کی روشنی (روزمرہ نفسیاتی مسائل پر چند مضامین جو نصرت لاہور میں شائع ہو چکے ہیں)
	لیل و نہار لاہور۔ ۲۱۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء
ڈاکر، کینتھ اور فلپس، پیسٹر	
	جنس کا نفسیاتی پہلو مترجمہ قاسم محمود
	قندیل لاہور۔ ۲۸۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء
احمد معین الدین	صراطِ مستقیم (دوسرا اڈیشن)
	صدق جدید لکھنؤ۔ ۲۶۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء
مورگن کینتھ، ڈبلیو	اسلام۔ صراطِ مستقیم مترجمہ غلام رسول مہر
	جنگ کراچی۔ ۴۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء

ثناء اللہ پانی پتی	حقوق الاسلام معہ رسالہ سماع و مزامیر مترجمہ
	وحید الدین سلیم پانی پتی
	بصائر کراچی۔ اکتوبر ۶۲ء
	فاران کراچی۔ اکتوبر ۶۲ء
ولی اللہ دہلوی، شاہ	تفہیمات الٰہیہ مترجمہ مقصود علی خیرآبادی
	بصائر کراچی۔ اکتوبر ۶۲ء
احمد ضیا	جامع القرات
	صدق جدید لکھنؤ۔ ۲۶ اکتوبر ۶۲ء
خدیجہ بنت سیدنا طاہر سیف الدین	
	ترتیل القرآن
	صدق جدید لکھنؤ۔ ۲۶، اکتوبر ۶۲ء
رہبر فاسقی	قرآن پاک اور آسمانی پروازیں
	تجلی دیوبند۔ اکتوبر ۶۲ء
ظفر احمد عثمانی	فاتحۃ الکلام فی القراءۃ خلف الامام
	تجلی دیوبند۔ اکتوبر ۶۲ء
ابوالحسنات عبداللہ حیدرآبادی (مؤلف)	
	زجاجۃ المصابیح (حصہ اول)
	فاران کراچی۔ اکتوبر ۶۲ء
ابوالحسنات عبداللہ نقشبندی (مؤلف)	
	نورالمصابیح حصہ اول جلد اول۔
	فاران کراچی۔ اکتوبر ۶۲ء
عبدالرشید نعمانی	مسٹر پرویز کا خط اور اس کا جواب
	بصائر کراچی۔ اکتوبر ۶۲ء
خلیق انجم	مرزا مظہر جان جاناں
	کتاب نما دلی۔ اکتوبر ۶۲ء

طالب صفوی	ینابیع التصوف
	آج کل دہلی۔ اکتوبر ۶۲ء
شاہ رفیع الدین محدث دہلوی	
	مجموعہ رسائل ترتیب و تصحیح عبدالحمید سواتی
	(۱) رسالہ اذان (۲) فوائد نماز (۳) مملکۃ العرش
	(۴) بیعت (۵) شرح رباعیات (۶) شرح
	چہل کاف (۷) شرح برہان العاشقین (۸)
	نذر بزرگان (۹) جوابات و سوالات اثنا عشر
	(۱۰) فتاویٰ۔
	ترجمان القرآن لاہور۔ اکتوبر ۶۲ء
محمد اکبر خاں	اہتمام جہاد
	ترجمان القرآن لاہور۔ اکتوبر ۶۲ء
امین الحق	بجواب نتائج التقلید (محمد اشرف کی کتاب
	نتائج التقلید کا جواب)
	نوائے وقت لاہور۔ ۲، اکتوبر ۶۲ء
توفیق الحکیم	محمد رسول اللہؐ
	نوائے وقت لاہور۔ ۲، اکتوبر ۶۲ء
عزیز اللہ، محمد	خاتم الرسلؐ
	فاران کراچی۔ اکتوبر ۶۲ء
شبیر مخدومی، حبیب اللہ	ہمارے حبیبؐ
	لاہور ۲۹، اکتوبر ۶۲ء
محمد طاہر الکردی	خانہ کعبہ (تاریخ)
	نوائے وقت لاہور۔ ۲، اکتوبر ۶۲ء
عمر ابو النصر	الحسین مترجمہ محمد احمد پانی پتی
	قندیل لاہور۔ ۷، اکتوبر ۶۲ء

احمد بن یحییٰ جابر الشہیر بالبلاذری
فتوح البلدان حصہ اول و دوم مترجمہ
ابوالخیر مودودی
نوائے وقت لاہور - ۱۶ اکتوبر ۶۲ء

ضیا احمد بدایونی — قول سدید (خلافت معاویہ و یزید)
البصائر کراچی - اکتوبر ۶۲ء

غلام مرتضیٰ — اسلامی دنیا چوتھی صدی میں
برہان دہلی - اکتوبر ۶۲ء

محمد احمد صدیقی — حیات عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ
فاران کراچی - اکتوبر ۶۲ء

شبلی نعمانی — سیرت النعمان
امروز لاہور - ۷ اکتوبر ۶۲ء

نصیر احمد جامعی — بابا فرید گنج شکرؒ
افکار کراچی - اکتوبر ۶۲ء

مناظر احسن گیلانی — امام ابوحنیفہؒ کی سیاسی زندگی
جنگ کراچی - ۴ اکتوبر ۶۲ء

محمد ابوزہرہ — امام مالکؒ
قندیل لاہور - ۲۸ اکتوبر ۶۲ء

اسعد گیلانی — مولانا مودودی سے ملئے
شہاب لاہور - ۱۴ اکتوبر ۶۲ء

ابن ابی الربیع — سلوک المالک فی تدبیر الممالک مترجمہ
مظہر علی کامل
سات رنگ کراچی ستمبر و اکتوبر ۶۲ء

چیسٹر، بوسٹر — شادی اور کامیابی مترجمہ جاوید شاہین
لیل و نہار لاہور - ۲۱ اکتوبر ۶۲ء

عبدالحمید ڈار — اصولِ معاشیات اور ہمارے معاشی مسائل
حصہ اول و دوم
سیارہ لاہور - اکتوبر ۶۲ء

فرمان فتحپوری — تدریسِ اُردو
نگار پاکستان کراچی - اکتوبر ۶۲ء

گوپی چند نارنگ — اُردو کی تعلیم کے لسانیاتی پہلو
آج کل دہلی - اکتوبر ۶۲ء
کتاب نما دہلی - اکتوبر ۶۲ء

انیس الرحمٰن، محمد — انیس زندگی
البصائر کراچی - اکتوبر ۶۲ء

متین حیدر آبادی — اُردو میں علم ہجا
آج کل دہلی - اکتوبر ۶۲ء

طاہر سورتی، عبدالرحمٰن — پیارے نبیؐ کی پیاری زبان (عربی)
صدق جدید لکھنؤ - ۲۶ اکتوبر ۶۲ء

جلیل عرشی — ستارے اور سیارے
آج کل دہلی - اکتوبر ۶۲ء

اسرار حکمت - پاکستان کی جڑی بوٹیاں اور درخت مرتبہ حکیم
نور محمد چوہان
سیارہ لاہور - اکتوبر ۶۲ء

واسطی، ایس - ایم — ذیابیطس اور موٹاپے کا غذا سے علاج
لاہور - ۲۹ اکتوبر ۶۲ء
لیل و نہار لاہور - ۱۴ اکتوبر ۶۲ء

عبدالحق — قدیم اُردو
ہماری زبان علیگڑھ - ۱۵ اکتوبر ۶۲ء

سجاد ظہیر — روشنائی (ترقی پسند تحریک کی تاریخ)؛
برہان دہلی۔ اکتوبر ۶۲ء

حلقۂ ارباب ادب لاہور — گزشتہ دس سالہ مختصر تعارفی نوٹ
لاہور۔ ۲۹ اکتوبر ۶۲ء

ادارۂ مصنفین پاکستان (سکھر سب ریجن)
رہگزار کے موتی (مضامین۔ افسانوں
نظموں اور غزلوں کا مجموعہ)
جام جسم سکھر۔ جلد ۲، شمارہ ۱

گنگوشٹ، رابرٹ — تجدید جسنوں مترجمہ جلیس عابدی اور
محمود سعیدی۔
تجلی دیوبند۔ اکتوبر ۶۲ء

بھگوت گیتا — بھگوت گیتا منظوم از لچھمن پرشاد
آج کل دہلی۔ اکتوبر ۶۲ء

ٹیگور، رابندرناتھ — ۱۰۱ نظمیں مترجمہ فراق گورکھپوری
آج کل دہلی۔ اکتوبر ۶۲ء

سعید قریشی (مترجم)؛ — گلشن شرافت کریما کا منظوم ترجمہ
نوائے وقت لاہور۔ ۲ اکتوبر ۶۲ء

برق موسوی — یادگار ولا (عزیز جنگ ولا مرحوم کی
فارسی شاعری پر تنقید و تبصرہ)
صدق جدید لکھنؤ۔ ۲۶ اکتوبر ۶۲ء

گوپی چند نارنگ — اردو مثنویاں
فروغ اردو لکھنؤ۔ اکتوبر ۶۲ء

عبدالرزاق قریشی — میرزا مظہر جان جاناں اور ان کا اردو کلام
آج کل دہلی۔ اکتوبر ۶۲ء

محمد حسن — مثنوی زہر عشق اور اس کے نقاد
نگار پاکستان کراچی۔ اکتوبر ۶۲ء

ثمینہ شوکت (مرتب)، — مثنوی لطف موسومہ بہ نیرنگ عشق
آج کل دہلی۔ اکتوبر ۶۲ء

اسلم پرویز — انشا اللہ خاں انشا۔ عہد اور فن
کتاب نما دہلی۔ اکتوبر ۶۲ء

عبادت بریلوی — مومن اور مطالعہ مومن
فروغ اردو لکھنؤ۔ اکتوبر ۶۲ء

ثمینہ شوکت — حیاتِ لطف (مرزا علی لطف صاحب
تذکرۂ گلشن ہند)
برہان دہلی۔ اکتوبر ۶۲ء

چکبست، برج نرائن — انتخابِ کلام چکبست مرتبہ روپ نرائن
شیو پوری شاکر۔
آج کل دہلی۔ اکتوبر ۶۲ء

امجد، امجد حسین — رباعیات امجد
بصائر کراچی۔ ۱۵ اکتوبر ۶۲ء

عبادت بریلوی — جدید شاعری
فروغ اردو لکھنؤ۔ اکتوبر ۶۲ء

آہ صفدر — گلبن
ہماری زبان علی گڑھ۔ ۸ اکتوبر ۶۲ء

پرکاش پنڈت — ساحر اور اس کی شاعری
ہماری زبان علی گڑھ۔ یکم اکتوبر ۶۲ء
کتابی دنیا کراچی۔ اکتوبر ۶۲ء

پردیپ، پرکاش ناتھ — جادہ و منزل
آج کل دہلی۔ اکتوبر ۶۲ء، سب رس حیدرآباد
دکن ستمبر اکتوبر ۶۲ء

حمید صدیقی لکھنوی	بستانِ حرم (نعتیں)	موج رام پوری، سنتوش کمار سکسینہ	
	برہانِ دہلی۔ اکتوبر ۶۲ء		اشک و تبسم
حمید ناگپوری	حریفِ خاموشش		آج کل دہلی۔ اکتوبر ۶۲ء
	آج کل دہلی۔ اکتوبر ۶۲ء		کتاب نما دہلی۔ اکتوبر ۶۲ء
خاور نوری	شب چراغ	نصرت قریشی	ظرفِ غزل
	سب رس حیدرآباد دکن۔ ستمبر، اکتوبر ۶۲ء		امروز لاہور۔ ۷ اکتوبر ۶۲ء
	نگار پاکستان کراچی۔ اکتوبر ۶۲ء	نصور، محی الدین علی	شراب
سلیمان اریب	پاسِ گریباں		سب رس حیدرآباد دکن۔ ستمبر، اکتوبر ۶۲ء
	محور دہلی۔ اکتوبر۔ نومبر ۶۲ء	یوسف اجمیری	کیف و عرفان مرتبہ وفا راشدی
سیدہ فرحت	بزمِ خیال		جامِ جم سکھر۔ جلد ۲۔ شمارہ ۱
	آج کل دہلی۔ اکتوبر ۶۲ء		کتابی دنیا کراچی۔ اکتوبر ۶۲ء
صادق دہلوی	(۱) حریمِ نور	غلام محمد	حرفِ شیریں
	(۲) نغمہ روح (شعری مجموعے)		سب رس حیدرآباد دکن۔ ستمبر، اکتوبر ۶۲ء
	برہان دہلی۔ اکتوبر ۶۲ء	ناشاد، این۔ بی۔ سین	کلامِ بے لگام
صبر، ابوالبقا	دیوانِ صبر		انجم کراچی۔ اکتوبر ۶۲ء
	تجلی دیوبند۔ اکتوبر ۶۲ء	شیکسپیر، ولیم	رومیو جولیٹ مترجمہ عزیز احمد
مسلم، ع۔ بس	اوس اور کرنیں		شہاب لاہور۔ ۱۴ اکتوبر ۶۲ء
	فاران کراچی۔ اکتوبر ۶۲ء	السق	سمندری میرے مترجمہ فضل الرحمٰن
مکتبہ اردو، کراچی	ذکرِ غنیم (انور علی شاد جے پوری مرحوم		ہماری زبان علی گڑھ۔ یکم اکتوبر ۶۲ء
	شہوت رنج کو نذرانۂ عقیدت)	اصغر، ٹ	وہ لوگ (مصنفہ ہاجرہ مسرور)
	برہان، دہلی۔ اکتوبر ۶۲ء		نقوش لاہور۔ شمارہ نمبر ۹۵
منور لکھنوی	ادائے کفر	مرزا ادیب	شیشہ کی دیوار
	آج کل دہلی۔ اکتوبر ۶۲ء		افکار کراچی۔ اکتوبر ۶۲ء
	ہماری زبان علی گڑھ۔ ۸ اکتوبر ۶۲ء	ہاجرہ مسرور	وہ لوگ
			افکار کراچی۔ اکتوبر ۶۲ء

باجرہ مسرور	وہ لوگ سات رنگ کراچی ستمبر اکتوبر ۶۲ء	نارنگ گوپی چند	ایک چادر میلی سی (مصنف مہندر سنگھ بیدی) نقوش لاہور، شمارہ نمبر ۹۵
کوکب (ایم۔ مترجم)	ولائتی بھوت (انگریزی افسانوں کے ترجمے) آج کل دہلی۔ اکتوبر ۶۲ء	حاذق الخیری	گزرتی شب فاران کراچی۔ اکتوبر ۶۲ء
ہیمنگوے آرنسٹ	بوڑھا اور سمندر نوائے وقت لاہور ۲ ر اکتوبر ۶۲ء	عزیز احمد	شبنم نوائے وقت لاہور۔ ۲ اکتوبر ۶۲ء
بالزاک	بڈھا گوریو نوائے وقت لاہور۔ ۲ ر اکتوبر ۶۲ء	عصمت چغتائی	معصومہ ادب لطیف لاہور۔ اکتوبر ۶۲ء
فلوبیر، گستاؤ	مادام بواری نوائے وقت لاہور۔ ۲۔ اکتوبر ۶۲ء	قدوس صہبائی	نشانِ سحر ادب لطیف لاہور۔ اکتوبر ۶۲ء
آنند گوپال شیوڑے	جدا لکھی (مترجمہ محمد حسن) سب رس حیدرآباد دکن ستمبر اکتوبر ۶۲ء	قمر تسکین	مجاہدین الجزائر امروز لاہور ۷ ر اکتوبر ۶۲ء
بھگوتی چند ورما	چترلیکھا (مترجمہ اسوم نند) افکار کراچی۔ اکتوبر ۶۲ء	مخمور حسین بدخشی	نیل کنول مسکائے آج کل دہلی۔ اکتوبر ۶۲ء
ٹیگور رابندر ناتھ	سنجوگ (مترجمہ رضا مظہری) آج کل دہلی۔ اکتوبر ۶۲ء	باجرہ مسرور	چوری چھپے افکار کراچی۔ اکتوبر ۶۲ء
ٹیگور رابندر ناتھ	گورا (مترجمہ سجاد ظہیر) آج کل دہلی۔ اکتوبر ۶۲ء	خلیل الرحمن اعظمی	غالب کی نادر تحریریں ہماری زبان علی گڑھ۔ ۲۲ ر اکتوبر ۶۲ء
احسن فاروقی	اردو ناول کی تنقیدی تاریخ آج کل دہلی۔ اکتوبر ۶۲ء افکار کراچی۔ اکتوبر ۶۲ء	محمد عزیز مرزا	خیالات عزیز شہاب لاہور۔ ۱۴ ر اکتوبر ۶۲ء
		سحر ابو محمد	تنقید و تجزیہ آج کل دہلی۔ اکتوبر ۶۲ء
ادیب، لطیف حسین	رتن ناتھ سرشار کی ناول نگاری ہماری زبان علی گڑھ۔ ۱۵ ر اکتوبر ۶۲ء	تقی محمد خاں	غنچۂ ادب امروز لاہور۔ ۷ اکتوبر ۶۲ء

ام فاروق	چوکھٹ کے اندر	عارف حجازی	کچھ یادیں کچھ افسانے
	تجلی دیوبند - اکتوبر ۶۲ء		بصائر کراچی - اکتوبر ۶۲ء
عبداللطیف اعظمی	بابائے اردو عبدالحق	عارف حجازی	ڈھاکہ — میرے خوابوں کا شہر
	آجکل دہلی - اکتوبر ۶۲ء		بصائر کراچی - اکتوبر ۶۲ء
	افکار کراچی - اکتوبر ۶۲ء	نصیر احمد جامی	مشہور تاریخی واقعات
آفاق صدیقی	بابائے اردو وادیٔ مہران میں		لیل و نہار لاہور - ۲۸ اکتوبر ۶۲ء
	جام جسم سکھر - جلد ۲ شمارہ ۱		نوائے وقت لاہور - ۱۶، اکتوبر ۶۲ء
فرخی، خواجہ عبدالسلام	جمال زندگی (مصنف کے خطوط کا مجموعہ)	یوسف میرک بن میر ابوالقاسم نمکین بھکری	
	سیارہ لاہور - اکتوبر ۶۲ء		تاریخ مظہر شاہ جہانی (تصحیح اور مقدمہ
احمد ندیم قاسمی (مرتب)	منٹو کے خطوط		حسام الدین راشدی)
	ادب لطیف - اکتوبر ۶۲ء		جنگ کراچی - ۱۴ اکتوبر ۶۲ء
حیرت جلالپوری، ابوسعید	اعجاز نطق	رنگین، سعادت یار خاں	اخبار رنگین (شاہ عالم اور اکبر شاہ ثانی کی دلّی
	سیارہ لاہور - اکتوبر ۶۲ء		مرتبہ ڈاکٹر معین الحق
احمد جمال پاشا	اندیشۂ شہر		بصائر کراچی - اکتوبر ۶۲ء
	سات رنگ کراچی، ستمبر و اکتوبر ۶۲ء		جنگ کراچی - ۱۴، اکتوبر ۶۲ء
ایوب صابر	اس حمام میں		فاران کراچی - اکتوبر ۶۲ء
	نوائے وقت لاہور - ۶، ۱۶ اکتوبر ۶۲ء	سید احمد خان، سر	سرکشی ضلع بجنور مرتبہ ڈاکٹر معین الحق
بھارت چند کھنہ	ٹھنڈی بجلیاں		بصائر کراچی - اکتوبر ۶۲ء
	آج کل دہلی - اکتوبر ۶۲ء	محمد حسن الاعظمی	انقلابی مصر
شفیق الرحمن	شگوفے		کتابی دنیا کراچی - اکتوبر ۶۲ء
	نوائے وقت لاہور - ۱۲ اکتوبر ۶۲ء		تھیشر، میری و ال اینسیلڈ
شفیق الرحمن	کرنیں		جیکولین کینیڈی مترجمہ بانو قدسیہ
	نوائے وقت لاہور - ۲، اکتوبر ۶۲ء		قندیل لاہور - ۲۸ اکتوبر ۶۲ء
صدیق الحسن گیلانی	اونچی دکانیں مرتبہ اسعد گیلانی	اشرف عطا (مؤلف)	مولانا ظفر علی خاں
	تجلی دیوبند - اکتوبر ۶۲ء		کتابی دنیا کراچی - اکتوبر ۶۲ء

نذیر علی شاہ	فرید (بہاول پور کے مشہور اور مقبول	ادبی دنیا لاہور — خاص نمبر — دور پنجم۔ شمارہ ہشتم
	شاعر خواجہ غلام فرید کی زندگی اور کلام پر	مرتبہ صلاح الدین احمد
	تبصرہ)	قندیل لاہور۔ ۷۔ اکتوبر ۶۲ء
	نوائے وقت لاہور۔ ۲ اکتوبر ۶۲ء	نوائے وقت لاہور ۱۲۔ اکتوبر ۶۲ء
محمد جعفر پھلواری	تواریخ عجیب	معارف اعظم گڑھ۔ اکتوبر ۶۲ء
	کتابی دنیا کراچی۔ اکتوبر ۶۲ء	اُردوئے معلیٰ دہلی (دہلی یونیورسٹی کے شعبۂ اُردو کا آرگن)
بہاء الحق قاسمی	تذکرۂ اسلاف	لسانیات نمبر۔ مرتبہ خواجہ احمد فاروقی
	بصائر کراچی۔ اکتوبر ۶۲ء	اور گوپی چند نارنگ
رحمان علی	تذکرۂ علمائے ہند مترجمہ محمد ایوب قادری	فروغ اُردو لکھنؤ۔ اکتوبر ۶۲ء
	بصائر کراچی۔ اکتوبر ۶۲ء	آگ لکھنؤ (پندرہ روزہ) مرتبہ احمد ابراہیم علوی
گوپال متل (مترجم)	پتھر کے دیوتا (چند آپ بیتیاں)	کتاب نما دہلی۔ اکتوبر ۶۲ء
	تجلی دیوبند۔ اکتوبر ۶۲ء	انوار السلام رام نگر۔ مرتبہ امام الدین رام نگری۔
نصرت، لاہور	زندگی کے موڑ پر (نجی وارداتوں کا ایک مجموعہ	خصوصی اشاعت
	تقریباً چالیس مضامین جو نصرت لاہور میں	تجلی دیوبند۔ اکتوبر ۶۲ء
	شائع ہو چکے ہیں)	بزم ہند آسنسول مرتبہ بلیغ آسنسولوی
	لیل و نہار لاہور۔ ۲۱۔ اکتوبر ۶۲ء	انجم کراچی۔ اکتوبر ۶۲ء
ادب لطیف لاہور۔ سالنامہ۔ مرتبہ مرزا ادیب		پنجابی ادب لاہور۔ تنقید نمبر
	معارف اعظم گڑھ۔ اکتوبر ۶۲ء	لیل و نہار لاہور ۲۸ اکتوبر ۶۲ء
ادب لطیف لاہور۔ مرتبہ انتظار حسین۔		تحریک دہلی۔ چین نمبر۔ مرتبہ گوپال متل وغیرہ
	شمارہ اکتوبر ۶۲ء	معارف اعظم گڑھ۔ اکتوبر ۶۲ء
	لیل و نہار لاہور۔ ۲۸۔ اکتوبر ۶۲ء	جامعہ دہلی — سالنامہ ۱۹۶۱ کے اردو ادب کا
(دوماہی) آرگس لاہور۔ جلد اول دوسرا شمارہ		جائزہ۔
	اڈیٹر عزیز جاوید	سب رس حیدرآباد دکن۔ ستمبر اکتوبر ۶۲ء
	شہاب لاہور، ۱۴۔ اکتوبر ۶۲ء	معارف اعظم گڑھ۔ اکتوبر ۶۲ء

جام نو کراچی ۔ مرتبہ مظہر خیری ۔ افسانہ نمبر ۶۲ء
انجم کراچی ۔ اکتوبر ۶۲ء
جریدہ شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ کراچی یونیورسٹی ——
دوسرا شمارہ ۔ مرتبہ آفتاب حسن
(تقریباً ہزار اصطلاحات کا اردو
ترجمہ)
افکار کراچی ۔ اکتوبر ۶۲ء
سات رنگ کراچی ۔ ستمبر و اکتوبر ۶۲ء
چراغ راہ کراچی —— آزادی نمبر ۔ مرتبہ خورشید احمد و
محمود فاروقی
ترجمان القرآن لاہور ۔ اکتوبر ۶۲ء
حاذق لاہور ۔ حسن و صحت نمبر ۔ مرتبہ حبیب اشعر
معارف اعظم گڑھ ۔ اکتوبر ۶۲ء
خاتون پاکستان کراچی —— رسول نمبر ۔ مرتبہ شفیق بریلوی
فاران کراچی ۔ اکتوبر ۶۲ء
دہلی کالج میگزین —— دلّی کا دبستان شاعری نمبر ۔ مرتبہ ظہیر احمد صدیقی
فروغ اردو لکھنؤ ۔ اکتوبر ۶۲ء
ساقی کراچی ۔ مرتبہ شاہد احمد دہلوی ۔ ناولٹ نمبر
مجلس لاہور ۔ اکتوبر ۶۲ء
سب رس، امجد نمبر مرتبہ ادارۂ ادبیات اردو حیدرآباد دکن
جام جم سکھر ۔ جلد ۲ شمارہ ۱
معارف اعظم گڑھ ۔ اکتوبر ۶۲ء
سروش مجلہ گورنمنٹ کالج میرپور ۔ نگران عبدالعلیم صدیقی
لیل و نہار لاہور ۔ ۱۴ اکتوبر ۶۲ء

(ماہنامہ) ستارہ لاہور مدیر نعیم صدیقی
قندیل لاہور ۔ ۷ اکتوبر ۶۲ء
شاعر بمبئی ۔ جمہوریت نمبر ۔ مرتبہ اعجاز احمد صدیقی و مہندر ناتھ
معارف اعظم گڑھ اکتوبر ۶۲ء
شب تاب ۔ بزم اردو ۔ ایوننگ کالج حیدرآباد
سب رس حیدرآباد دکن ستمبر اکتوبر ۶۲ء
صبح —— انجمن ترقی اردو ہند شاخ دلّی
آج کل دہلی ۔ اکتوبر ۶۲ء
طبی ڈائجسٹ حیدرآباد (پاک)
اجمل نمبر ۔ مرتبہ حکیم محمد صلاح الدین عثمانی
معارف اعظم گڑھ ۔ اکتوبر ۶۲ء
قومی زبان انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی
عبدالحق نمبر
معارف اعظم گڑھ ۔ اکتوبر ۶۲ء
گل خنداں لاہور ۔ ۱۸۵۷ء نمبر مرتبہ پیام شاہجہانپوری
شہاب لاہور ۔ ۱۴ اکتوبر ۶۲ء
مجلہ عثمانیہ ۔ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد
سب رس حیدرآباد دکن ستمبر اکتوبر ۶۲ء
مجلہ علوم اسلامیہ ۔ ادارہ علوم اسلامیہ مسلم یونیورسٹی علیگڑھ
مرتبہ مختار الدین احمد ۔
شمارہ دسمبر ۶۲ء
آج کل دہلی ۔ اکتوبر ۶۳ء
مجلہ سیفیہ ۔ سیفیہ ڈگری کالج بھوپال مرتبہ عبد القوی دسنوی
جلد اول ۶۱ء، ۶۲ء
آج کل دہلی ۔ اکتوبر ۶۲ء

نیا دور لکھنؤ۔ محکمہ اطلاعات یو۔ پی گورنمنٹ
اگست ۱۹۶۲ء کا شمارہ خاص

آج کل دہلی۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء

نیرنگ خیال لاہور۔ سالنامہ۔ مرتبہ حکیم محمد یوسف حسن و سید محسن ہاشمی

معارف اعظم گڑھ۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء

نیا شعور جامعہ جموں و کشمیر سرینگر

ٹیگور نمبر۔ مرتبہ شکیل الرحمٰن وغیرہ

معارف اعظم گڑھ۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء

ہم قلم کراچی۔ بابائے اردو نمبر۔ مرتبہ جمیل الدین عالی

سب رس حیدرآباد دکن۔ ستمبر، اکتوبر ۱۹۶۲ء

ایک رسالہ ——— ایک تحریک

ماہنامہ

ہم قلم

فی شمارہ
۶۲ پیسے

سالانہ
چھ روپے

ادارۂ مصنفین پاکستان

اسٹریچن روڈ۔ کراچی۔

بابائے اردو کی چند تصانیف

انتخابِ داغ

"داغ اک آدمی ہے گرما گرم" داغ کی اپنے متعلق یہ رائے سو فیصدی درست ہے اس پر اتنا اضافہ ضرور ہونا چاہیئے وہ آدمی ہی نہیں۔ شاعر بھی "گرما گرم" قسم کا تھا داغ نے زندگی کے رومانی پہلو کو جس خوش اسلوبی کے ساتھ اپنی غزلوں میں نمایاں کیا ہے اس سے خود صنفِ غزل کے حسن میں اضافہ ہوا ہے داغ حسن کا شاعر تھا اسنے زندگی بھر حسن کی پرستش کی اور وہ اس انداز سے کہ مٹی اور سونے کو برابر سمجھا بابائے اردو نے داغ کے کلام کا یہ انتخاب عمر کے اس حصے میں کیا تھا جب انسان دنیا میں ایک تماشائی کی حیثیت سے نظر ڈالتا ہے لیکن اس میں بابائے اردو تماشائی نہیں بلکہ جزو تماشا نظر آتے ہیں۔ اس وجہ سے یہ داغ ہی کے کلام کا بہترین انتخاب نہیں بلکہ بابائے اردو کے ادبی ذوق کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

قیمت دو روپے ۵۰ پیسے

اُردو صرف و نحو

اردو صرف و نحو پر یہ کتاب ۲ یخی اہمیت کی حامل ہے یہ اس موضوع پر پہلی کتاب ہے جو سائنٹیفک بنیادوں پر لکھی گئی بابائے اردو سے پہلے اس موضوع پر جن مصنفین نے قلم اٹھایا انھوں نے عربی فارسی زبانوں کی قواعد کو مشعل راہ بنایا اور اُردو زبان کے مزاج و منہاج کو نظر انداز کر دیا۔ بابائے اُردو نے عربی فارسی قواعد کو مشعل راہ حد تک پیش نظر رکھا ہے جہاں تک اس کی ضرورت تھی انھوں نے اردو زبان کی خصوصیات کو پوری طرح سامنے رکھ کر یہ کتاب لکھی اور پہلی بار اس حقیقت کا احساس دلایا کہ اردو قواعد عربی و فارسی زبانوں کا چربہ نہیں ہے بلکہ بعض ایسی خصوصیات کی حامل ہے جو صرف اسی سے مخصوص ہیں۔ قیمت ۲/۵۰ روپے

چند ہمعصر

انسان کا بہترین مطالعہ خود انسان ہے یہ کتاب اسی اجمال کی تفصیل ہے۔ جس میں بابائے اُردو نے اپنے ہمعصروں کی شخصیت کے نقوش واضح کئے ہیں۔ قیمت چھ روپے۔

افکارِ عبدالحق

مرتبہ

آمنہ صدیقی ایم اے۔ بی ایڈ

جس میں بابائے اُردو کی وہ تمام تحریریں یک جا کر دی گئی ہیں جن میں ادب اور زندگی کے مختلف مسائل پر بحث کی گئی ہے یہ کتاب ایک ایسا آئینہ ہے جس میں بابائے اُردو کے نظریات اور ذہنی رجحانات پوری وضاحت اور تفصیل سے سامنے آتے ہیں۔ مرتبہ نے کتاب کے شروع میں طویل اور فاضلانہ مقدمہ لکھا ہے جس میں بابائے اُردو کے کارناموں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ کتاب بڑے اہتمام سے ٹائپ میں اعلیٰ درجے کے کاغذ پر شائع کی گئی ہے۔ قیمت دس روپے

اردو اکیڈمی سندھ۔ بندر روڈ۔ کراچی

رائٹرز گلڈ کی تازہ مطبوعات

خوش فکر و خوش نوا شاعر جعفر طاہر کا پہلا مجموعۂ کلام

ہفت کشور

سات مشرقی ممالک کی داستان بیداری جو اسالیب و مضامین
کے اعتبار سے ایک منفرد شعری کوشش ہے
قیمت سات روپے

بنگلہ دیس کے اردو شاعر احسن احمد اشک کا مجموعۂ کلام

جاگتے جزیرے

دھوپ میں جھلستے ہیں — اوس میں نہاتے ہیں
آندھیوں کے سرگم پر — تالیاں بجاتے ہیں
دور رہنے والوں کو — پیار سے بلاتے ہیں

خدیجہ مستور کے افسانوں کا تازہ مجموعہ

تھکے ہارے

خدیجہ مستور کا فن اردو افسانہ نگاری کی آبرو ہے اس مجموعہ میں ان کے نمائندہ افسانے شامل ہیں۔

قیمت ۵ روپے ۵۰ پیسے

اے حمید کا نیا ناول

چائے والا

اے حمید کی نثر اردو ادب میں ممتاز و منفرد مقام رکھتی ہے۔ انھوں نے بہت کم عرصے میں ہمارے ادب میں کئی زندہ رہنے والی تخلیقات کا اضافہ کیا ہے "چائے والا" بھی ایک ایسی ہی تخلیق ہے قیمت ۴ روپے

گلڈ اشاعت گھر۔ اسٹریچن روڈ۔ کراچی

سلسلہ نمبر ۶

علمی اصطلاحات

حیاتیات

مرتبہ

انجمن ترقی اردو پاکستان

فرہنگ اصطلاحات جغرافیہ	ایک روپیہ
فرہنگ اصطلاحات فلکیات	ایک روپیہ پچاس پیسہ
اصطلاحات کیمیا	دو روپیہ ۲۵ پیسہ
وضع اصطلاحات مولوی وحید الدین سلیم	پانچ روپیہ ۷۵ پیسہ
اصطلاحات بنک کاری	چار روپے ۵۰ پیسہ
اردو زبان میں علمی اصطلاحات کا مسئلہ، بابائے اردو	۵۰ پیسہ

اردو زبان میں علمی اصطلاحات کی تاریخ (بزبان انگریزی) از بابائے اردو
۵۰ پیسہ

شائع کردہ :- انجمن ترقی اردو۔ پاکستان۔ کراچی

brachiate	شاخدار۔ عضددار
brachjcephatic	کوچک سر
brachigerious / brachiferous	عضد بردار
brachiocephalic	بازوسری
brachiocubital	عضدمرفقی
brachiolaria	عضیدیه
brachiorachidian	عضدی نخاعی
brachlum	بازو ۔ عضد
brachyonemic	کوچک قصی
brachydactyly	کوچک انگشتی
brachylont	کوچک دندان
brachyodont	کوچک دندان
brachyourous	کوچک شکم
brachypleural	کوچک جانب
brachypodous	کوچک پا
brachyoterous	کوچک پر
brachystomatous	کوچک دهن
brachyural	کوچک شکم
bract	برگه
bract scales	برگئی چھلکے
bracteal	برگئی
bracteate	برگہ‌دار
bracted	برگہ‌دار
bractedform	برگہ شکل
bracteolate	برگیزہ دار
bracteole	برگیزہ
bracteose	کثیر برگہ
bractlet	برگیزہ
brain	دماغ ۔ بھیجا
brain Sand	ریگ دماغ
branch	شاخ
branchia	خیشوم ۔ گلبھڑا
branchiac	خیشومی
branchial	خشوم
branchial arch	خیشومی محراب
branchiate	خشوم دار
branchineolous	خشوم باش
branchiform	خشوم شکل
branchibyal	خیشوم لامی ۔ لامی خیشوم
branchiocardiac	خشوم قلبی
branchiowere	خشوم پارے
branchiopalical	خیشوم برقعئی
branchiostegal	خشوم پوش
branchiostege	خشوم پوشہ
branchiostegite	خشوم پوش
branchireme	خشوم ھلسہ
brand	برانڈ
bregna	سیا
brevicodate	کوتہ دم

brevifoliate	کوتہ برگ
brevilingual	کوتہ زبان
breviped	کوتہ پا
brevipennate	کوتہ پر
brevirostrate	کوتہ نول
brevissinus oculi	کوتہ عضلۂ چشم
brochiododromous	تکم زگہ
brocas' area	رقبۂ بروکا
brochonema	تکم رشتہ
bromatium	ذخیرہ مور
bronchia	شعبیے ۔ شعبیہ
bronchial	شعبئی
bronchiol	شعیب
bronchopulmenary	شعبیہ ریوی
bronchotracheal	شعبہ قصبئی
bronchovosicular	شعبیہ کیسکی
bronchus	شعبیہ
brood bud	حضنہ کلی
brood pouch	حضنہ دانی
brown body	بادامی شئے
brownian movements	براونی حرکات
brown funnels	بادامی قیفیں
bryology	آشنیات
bryophyta	برائیوفائیٹ
buccal	خدی
buccinator	بوقیہ
buccolabial	خدی شفوی
bucconasal	خدی انفی
buccopharyngeal	خدی بلعومی
bud	کلی
budding	کلیاؤ
bulb	بصیلہ
bulbar	بصلی
bulbit	بصیلہ
bulbonuclear	بصیلہ نواتی
bulbous	بصلی
bulbus	بصیہ
bulla	ببنہ ۔ حباب
bullate	حبابی
buttress roots	پشتہ جڑیں
bunodont	پست کنگرہ طاحنی
bunoid	پست کنگری
bunolophodont	متوسط کنگرہ طاحنی
bursa	درجک
bursa copulatrix	جفتی درجک
bursicule	درجکہ
butyrinase	بیوٹیرینیس
bypsal	کتانئی
byssus	کتانہ

C

cachalete-	کیشلوٹ
cacogenic	ردی تولیدی
cacogenesis-	ردی تولید
cadophore	قدح دار
caducibranchiate	ریختنی خیشوم‌در
caecum	اعور
caenogoaea	ارض جدید
caenogenetic	جدید تولیدی
caenogenesis	جدید تولید
caenogoic	جدید حیاتی (دور)
caesfitose	عشب
clamistrum	کنگھیا
calamus	دوخ
calcaneum	ریٹر ھڈی - عقبیہ
calcar	کلاب
caloareous	کلسی
calcariform	کلاب شکل
calcarine	کلابی
calciferous	کلس دار
calcification	تکلس
calcicole	کلس باش
calcfgerous	کلس بردار
calcifuge	کلس گریز
calciverous	کلس خوار
calyx	کاسہ
calicle	کاسچہ
callosal	ثفنی - ھاتھ وغیرہ کی سختی
callose	کیلوس - کنبہ
callosity	کنبیت - گٹہ
colori	حرارہ
caloricity	حریت
caltrop	حسکہ
calvarium	چندیا
calycantheury	گل کاسیت
calyciflorous	کاسہ زھری
calyciform	کاسہ شکل
calycinc	کاسی
calycle	کاسچہ
calyptoblastic	پوشیدہ ناھض
calyptopsis	پوشیدہ چشمی
calyptra	ٹوپ
calyptrate	ٹوپ دار
calyptrogen	ٹوپ جن
calyptron	ٹوپا
cambiform	کیمبیم شکل
cambiegenetic	کیمبیم تولیدی
cambium	کیمبیم
cambrium	کیمبریا - کیمبریائی

cameration	تقبیت
camerostome	قبه دهن
camponiform	جرس شکل
campodciform	سرفه شکل
camptodrome	خم مائل
campylosperomous	خم تخمی
campylotropous	خم رخه
canal	کنال
canalicular	کنالچئی
canalicular apparatus	کنالچئی آله
canaliculas	کنالچه
canaliform	کنال شکل
cancellous	دامی
cancrisocial	سرطان پاش
canino	کچکی
cannon bone	دوخی هڈی
canthus	گوشه ۔ ماٴق
capillary	شعری
capitatum	تار
capillitum	شعرانیه
capitate	تاری
capitellum	تارک
capitulm	تارینه
capreolate	عسلجی
capsale	کیسه

capsuliferous	کیسه دار
capsulegereous	کیسه بردار
caput	تار
carapace	ورقه
carbohydrate	کاربو هائڈریٹ
carbondioxide	کاربن ڈائی آکسائڈ
carboniferous	کاربن‌دار
carcerule	زندانه
carcinology	قشریات
cardiac	قلبی
cardiac impulse	قلبی هدمه
cardinal	جاروری
cardinal sinuses and veins	جاروری جوف اور ورید
cardioblast	قلبی هاهض
cardiobranchial	قلب خیشومی
cardo	جارو
carina	کارینا
carimate	کارینی
cariniform	کارنیا شکل
carnivorous	گوشت‌خور
carotid	شباتی
carotion	کیروٹن
capale	ساعد
carpels	ثمر برگ ۔ پهل پتیا

مطبوعات انجمن ترقی اردو پاکستان

اردو روڈ کراچی - ۱

فرہنگ اصطلاحات جغرافیہ -

مرتبہ ابرار حسین صاحب قادری ایم - اے لیکچرار جغرافیہ مسلم یونی ورسٹی علی گڈھ اس سے قبل انجمن علمی مصطلحات کے سلسلے میں تین جلدیں یعنی فرہنگ اصطلاحات کیمیا، اصطلاحات طبیعیات اور اصطلاحات تاریخ و معاشیات و جغرافیہ شائع کر چکی ہے - یہ اس سلسلے کی چوتھی جلد ہے - قیمت ایک روپیہ -

فرہنگ اصطلاحات فلکیات -

یہ علمی اصطلاحات کی پانچویں جلد ہے - ان فرہنگوں میں انگریزی اصطلاحات کے مقابل اردو مترادف دئے گئے ہیں - اصطلاحات کے جمع کرنے میں بڑی تحقیق اور محنت سے کام لیا گیا ہے - قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے -

اصطلاحات کیمیا -

فن کیمیا (کیمسٹری) کی انگریزی اصطلاحات کے بالمقابل اردو اصطلاحات انجمن نے ماہرین فن کی ایک جماعت سے تیار کرائی ہیں حتی الامکان اردو اصطلاحات کو عام فہم بنانے کی کوشش کی گئی ہے - صفحات کتاب ۱۲۰ دیباچہ کے علاوہ - قیمت غیر مجلد دو روپے پچیس پیسے مجلد تین روپے -

وضع اصطلاحات -

یہ کتاب ملک کے نامور انشا پرداز و عالم مولوی وحید الدین سلیم مرحوم نے سالہا سال کے غور و فکر اور مطالعے کے بعد تالیف کی ہے - یہ بالکل نیا موضوع ہے - اس میں اصطلاحات کے ہر پہلو پر تفصیل کے ساتھ بحث کی گئی ہے - اور اس کے اصول قائم کئے گئے ہیں - دوسرا ایڈیشن - قیمت پانچ روپے پچہتر پیسے -

ملنے کا پتہ

اردو اکیڈیمی سندھ - مولوی مسافر خانہ - بندر روڈ کراچی

Regd. S. No. 1138 Phone: 32784
Fortnightly QUOMI ZUBAN Karachi

بابائے اردو کی تصانیف

(شائع کردہ انجمن ترقی اردو پاکستان)

خطبات عبدالحق

بابائے اردو کے معرکہ آرا خطبات کا مجموعہ جن میں اردو لسانیات اور تاریخ ادب کے بہت سے اہم پہلوؤں پر سیرحاصل بحث کی گئی ہے۔ بابائے اردو کے نظریات اور گذشتہ نصف صدی میں اردو تحریک کی نوعیت کو سمجھنے کے لئے ان خطبات کا مطالعہ نہایت ضروری ہے ۔

قیمت چھ روپے پچاس پیسے

سر سید۔ حالات و افکار

اس کتاب میں سر سید کے حالات اور افکار کے بعض پہلوؤں پر نئے انداز سے لکھا گیا ہے۔ اس کتاب کو حالی کی "حیات جاوید" کا ضمیمہ سمجھنا چاہیے ۔ قیمت چار روپے ۔

نصرتی

ملک الشعرائے بیجا پور ملا نصرتی کے حالات اور کلام کا ایسا مفصل جائزہ کسی دوسری جگہ نہیں ملتا ۔ بابائے اردو نے کئی برس کی محنت شاقہ کے بعد یہ کتاب تالیف کی تھی اس میں نصرتی کی بہت سی نایاب تصانیف پر تفصیلی تبصرہ اور انتخاب شامل ہے۔ قیمت پانچ روپے

اردو کی ابتدائی نشو و نما میں صوفیائے کرام کا کام

اس کتاب میں بابائے اردو نے یہ بتایا ہے کہ صوفیائے کرام نے اردو زبان کی نشو و نما میں کیا حصہ لیا۔ اس موضوع پر یہ اپنی نوعیت کی واحد کتاب ہے۔ قیمت ایک روپیہ ستاسی پیسے

اردو زبان میں علمی اصطلاحات کا مسئلہ

بابائے اردو نے اس کتاب میں تفصیل سے بتایا ہے کہ وضع اصطلاحات کے سلسلے میں کیا کیا کوششیں کی گئیں اور ان میں کہاں تک کامیابی ہوئی نیز اس موضوع پر بحث کی ہے کہ وضع اصطلاحات کے لئے کن اصولوں کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔ قیمت پچاس پیسے

قدیم اردو

یہ قدیم اردو شعراء اور مصنفین کے بارے میں گراں قدر تحقیقی مقالات کا مجموعہ ہے۔ یہ مضامین اس اعتبار سے بڑی اہمیت رکھتے ہیں کہ ان میں بعض اہم شعرا کے ایسے حالات اور بعض نادر تصانیف کی ایسی تفصیلات پیش کی گئیں ہیں جو کسی دوسری جگہ نہیں ملتیں۔

قیمت پانچ روپے پچاس پیسے

ملنے کا پتہ

اردو اکیڈیمی سندھ

بہادر شاہ مارکیٹ بندر روڈ کراچی

محمد مصلح الدین سعدی کے زیر اہتمام انجمن پریس سے شائع ہوا
مدیر اعلیٰ :- جمیل الدین عالی مدیر :- مشفق خواجہ
طابع و ناشر :- لفٹننٹ کرنل عطاالرحیم
قیمت فی پرچہ :- چار آنے ۔ قیمت سالانہ :- پانچ روپے ۔